رسالہ نورِ وحدت (فارسی)

از

خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ

اردو ترجمہ

مولوی عبدالحلیم ہالی پوتہ

مرتب

ڈاکٹر حافظ مُنیر احمد خاں

www.mujaddidway.com

کتاب : رسالہ نورِ وحدت (فارسی)
مترجم : مولوی عبدالحلیم بالی پوتہ
مرتب : ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں
تعداد : ۵۰۰ (پانچ سو)
کمپوزنگ : خواجہ ناصر
ناشر : بی ایم آفسٹ پرنٹنگ پریس۔
رابطہ : المصطفےٰ پبلی کیشنز ۹، اولڈ یونی ورسٹی، حیدرآباد۔
بارِ طبع : اول ۲۰۰۳ء

باسمہ حامداً و مصلیاً

مقدمہ

میرے جدِ امجد حضرت ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے سات نادر رسائل کا ایک مجموعہ "رسائل مشاہیر نقشبندیہ" (تاریخی نام ۱۴۰۸ھ) شائع کیا تھا۔ اس میں چھٹا رسالہ "نورِ وحدت" ہے۔ اس پر درج ہے کہ یہ حضرت باقی باللہ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ کا ہے جو خواجہ خورد کے نام سے معروف تھے۔ دادا صاحب قبلہ کے ذخیرۂ کتب سے بھی نورِ وحدت کا ایک قلمی مخطوطہ ملا جو آپ نے بہار کے کتب خانے سے حاصل کیا تھا۔ اس پر مصنف کا نام درج نہیں ہے البتہ کاتب نے ترقیمے میں حضرت باقی باللہ لکھا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیوں کہ "رسائل مشاہیر نقشبندیہ" کا مطبوعہ نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ راقم الحروف کو خیال آیا کہ اس رسالے کا اردو ترجمہ بھی شائع ہونا چاہیے۔ اس کے لیے میں نے حضرت پیر نثار جان سرہندی صاحب سے رابطہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی ایک مطبوعہ مجموعہ ہے اور یہ رسالہ اس میں بھی شامل ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس پر مصنف کا نام خواجہ عبداللہ درج ہے۔ اب تصدیق و تحقیق کی ضرورت تھی کہ اس رسالے کے اصل مصنف کون ہیں اور یہ سہو کس سے ہوا ہے۔ دادا ابا (ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں) نے ان کا نام عبیداللہ لکھا ہے۔ نثار صاحب کے نسخے میں عبداللہ ہے جو درست کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سہو مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی کی کتاب "خواجہ باقی باللہ" کے صفحہ [illegible] اور [illegible] سے ہوا ہے۔ اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ کلاں کا نام عبداللہ تھا اور خواجہ خورد کا نام عبیداللہ تھا۔

"خاندانِ نقشبندیہ کی علمی خدمات" کے صفحہ ۱۳ پر اس کی تفصیل ہے۔ جس کے مطابق حضرت خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ) کے دو صاحبزادے تھے۔ خواجہ عبیداللہ (م ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۷۳ھ) اور خواجہ عبداللہ (م ۲۵ جمادی الاوّل ۱۰۷۴ھ)۔ خواجہ عبیداللہ کو خواجہ کلاں کہتے ہیں۔ اور وہ اپنے چھوٹے بھائی خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد سے چار ماہ بڑے تھے (اور دوسری ماں کے بطن سے تھے)

"رسائل مشاہیر نقشبندیہ" کی اشاعت کے فوراً بعد ہی دادا ابا نے مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی کی غلط فہمی کو تحقیقی انداز میں ثابت کیا اور اپنی تصنیف "باقیاتِ باقی" میں تفصیل پیش کر دی۔ آپ صراحت فرماتے ہیں کہ:

www.mujaddidway.com

''مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی مرحوم نے اپنی کتاب ''خواجہ باقی باللہؒ'' (لکھنؤ ۱۹۷۸ء) کے صفحہ ۴۱ پھر صفحہ ۴۸ تا ۵۲ میں یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ خواجۂ کلاں (بڑے صاحبزادے) خواجہ عبداللہؒ تھے اور خواجۂ خورد (چھوٹے صاحبزادے) خواجہ عبیداللہؒ تھے اور یہ بات انھوں نے شیخ محمد ہاشم کشمیؒ اور شیخ بدرالدین سرہندیؒ جیسے قریب العہد مستند اور معتبر بزرگوں کے اقوال سے اعراض کرتے ہوئے کہی ہے۔

مولانا فریدی کی کتاب کے صفحہ ۵۱-۵۲ میں خواجۂ کلاںؒ کے مختصر حالات ہیں اور صفحہ ۵۳ سے خواجہ خورد کے حالات شروع ہوتے ہیں۔ صفحہ ۵۲ میں وہ سید محمد کمال سنبھلی کی تاریخ ''اسراریہ'' کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ ''میرے شیخ نے فرمایا کہ خواجۂ بزرگ (یعنی خواجہ باقی باللہؒ) کے وصال (۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ) کے وقت اُن کی عمر دو سال چار ماہ تھی''۔ اِس جملے میں مولانا فریدی نے ''میرے شیخ'' کے بعد اپنی طرف سے قوسین میں ''خواجۂ خورد'' کا اضافہ کردیا حالاں کہ یہاں انھیں ''خواجہ کلاں'' لکھنا چاہیے تھا۔ کیوں کہ انھی کا ذکر ہورہا ہے۔ اور خواجۂ کلاںؒ ہی اُس وقت دو سال چار ماہ کے تھے۔ یعنی اُن کی ولادت یکم ربیع الاوّل ۱۰۱۰ھ کو ہوئی تھی اور خواجۂ خورد یعنی حضرت عبداللہؒ تو اُس وقت دو سال کے بھی نہیں ہوئے تھے یعنی ان کی ولادت تو ۶ رجب ۱۰۱۰ھ کو ہوئی تھی (دوسری والدہ سے) خواجہ خورد کی یہ تاریخِ ولادت خود مولانا فرید نے بھی صفحہ ۵۳ میں لکھی ہے۔ پھر مولانا فریدی نے صفحہ ۵۴ میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ تاریخِ اسراریہ کے مصنف کا قول ہے کہ ''خواجۂ خورد مجھ سے چار روز کم، آٹھ ماہ عمر میں بڑے تھے'' اور وہیں اس مصنف کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱۰۱۱ھ لکھی ہوئی ہے۔ چناں چہ اس قول کے مطابق بھی خواجہ خورد کی تاریخِ ولادت وہی ۶ رجب ۱۰۱۰ھ بنتی ہے''۔

بہر حال دادا ابا حضرت ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے اپنی تصنیف ''باقیاتِ باقی'' (قلمی) کے صفحہ ۱۰ تا ۱۳ پر اس تفصیل کو پیش کرتے ہوئے فیصلہ کردیا ہے کہ حضرت باقی باللہؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبیداللہؒ تھے یہ خواجۂ کلاں کے نام سے معروف تھے اور چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہؒ تھے اور یہ خواجہ خورد کے نام سے مقبول تھے۔ اور یہ رسالہ ''نورِ وحدت'' انھی کا رسالہ ہے۔

خواجۂ خورد عبداللہؒ کی تصانیف کے متعلق سید کمال سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسراریہ'' میں لکھا ہے۔

''اس قدر تصانیف، علمِ توحید و معروفت کے اندر عربی اور فارسی زبان میں اُن کے قلم سے نکلیں کہ اگر ابنِ عربی علیہ الرحمۃ اس وقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لاکر فرماتے، مرحبا، مرحبا اے خواجہ خورد، آج تم جیسا علم کا جاننے والا کوئی نہیں''

مولانا نسیم احمد نے اپنی تصنیف کے صفحہ ۵۳ پر خواجۂ خورد کی تین کتابیں (۱) پردہ پرداخت و پردگی شناخت (۲) القول السدید اور (۳) ملفوظات، کا ذکر کیا ہے کہ یہ علی گڑھ میں محفوظ ہیں۔ اور خواجۂ خورد علیہ الرحمۃ کے ایک صاحبزادے خواجہ سلام اللہ علیہ الرحمۃ اور دوسرے خواجہ غلام بہاء الدین (صفحہ ۶۲-۶۴) کا ذکر بھی کیا ہے۔

جیسا کہ عاجز کی خواہش تھی کہ یہ رسالہ اردو زبان میں بھی ترجمہ ہوجائے تو اس کے لیے حضرت پیر نثار جان سرہندی صاحب سے درخواست کی گئی تھی آپ کے حُسنِ توسط، اور علم پروری کی بنا پر ان کے علاقے کی ایک عالم فاضل شخصیت مولوی عبدالحلیم صاحب نے ''نورِ وحدت'' کا اردو سلیس ترجمہ فرمادیا ہے۔ ترجمہ نگاری اتنی آسان نہیں، ہمارے ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صاحب نے ایک جگہ لکھا تھا ''ترجمہ کرتے ہوئے کبھی کبھی ایک لفظ کا نعم البدل، ترجمہ نگار کی راتوں کی نیند حرام کردیتا ہے اور لوگ کہتے ہیں، کیا ہے، ترجمہ ہی تو ہے''۔ یقیناً مشکل کی ایسی کئی منازل سے حضرت عبدالحلیم ہالی پوتہ صاحب کو بھی گزرنا پڑا ہوگا۔ اس کا اندازہ ان کے رواں، سلیس اور اصل سے قریب تر ترجمے کو دیکھ کر بخوبی ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ترجمے کے ساتھ اصل رسالہ ''نورِ وحدت'' (فارسی) بھی شایع کیا جارہا ہے یہ وہی عکس ہے جو ''رسائل مشاہیر نقشبندیہ'' میں شامل ہے۔ میں آخر میں پیر نثار جان سرہندی صاحب اور عبدالحلیم صاحب کا ممنون ہوں جنھوں نے خلوصِ دل سے قلمی معاونت فرمائی، جناب مرزا افتخار احمد صاحب اور پروفیسر مسرور احمد زئی صاحب کا بھی شکریہ ضروری ہے جنھوں نے کتابت خوانی اور طباعت کے مراحل کو آسان و ممکن بنایا۔

احقر

ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں

www.mujaddidiway.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ نورِ وحدت، حضرت قدوۃ المحققین برہان المدققین عارف باللہ خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد قدس اللہ روحہ وافاض علی الطالبین فتوحہ، کی تصنیفات میں سے ہے۔ جمعہ مبارک کی شب خواجہ بہاؤ الحق والدین المعروف شاہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے عرس کے موقع پر سوم ربیع الاول ۱۰۵۳ھ ان اسرار کے اظہار کو شروع کرنے کا اتفاق ہوا۔

الحمد للہ کہ حقیقت آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔

اور جمالِ وحدت، کثرت کے آئینوں میں ہر طرح نظر کے سامنے۔

اما بعد، یہ رسالہ تیری حقیقت سے تیری طرف ہے۔

اگر ہمت کی آنکھ سے اس کا مطالعہ کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ تو صورت سے نکل کر حقیقت تک پہنچ جائے گا۔ اور حجاب موہوم درمیان سے اٹھ جائے گا۔

جناب عالی۔ ایک شخص بُعد کی بات کرتا ہے اس کا بھی سبب ہے۔ دوسرا شخص قُرب کا نشان دیتا ہے اس کا بھی سبب ہے۔ تیری حقیقت جو اس رسالے کی زبان سے تجھ سے بات کرتی ہے۔ وحدت پر اطلاع دیتی ہے کہ وہاں نہ بُعد ہے نہ قُرب۔ اور جب وحدت کا طلوع ہوگا تو بُعد اور قرب عین وحدت ہو جائیں گے۔

جناب عالی۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ جنگ و جدال میں ہے۔ مگر اہل وحدت کہ وہ سب کے ساتھ ایک ہیں اگرچہ کوئی بھی ان کے ساتھ ایک نہیں ہے۔

جناب عالی۔ اہل وحدت مختلف اور متضاد مذاہب اور جدا جدا الگ الگ مشارب سے مجتمع اور لطیف مشرب کھینچ لیتے ہیں جو عام مذہب اور حال وجدانی کو شامل ہوتا ہے۔ اور ان کا اس کے علاوہ بھی خاص مذہب اور مخصوص مشرب ہوتا ہے۔ جیسا کہ گفتگو میں آتا ہے کہ متکلم نے ایسے کہا۔ حکیم اس طرح کہتا ہے اور صوفی اس طرح۔

جناب عالی۔ وحدت باطن کثرت ہے اور کثرت ظاہر وحدت اور دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے۔

جناب عالی۔ موجود ایک ہستی ہے جو کثرت موہوم کی صورت میں نظر آتی ہے۔

جناب عالی۔ تجھے وحدت سے کثرت میں لائے ہیں اور یگانگی سے دوئی میں پہنچایا ہے۔ اس حکمت کے تحت جس کو اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے اور اس کے خاص بندے بھی اس کے عطا کیے ہوئے علم سے جانتے ہیں۔ اور تجھے ایسا بنایا گیا ہے کہ تو اپنی سابقہ وحدت کا کوئی پتا نہیں رکھتا۔ اور اس حال کا تجھ میں کوئی اثر ظاہر نہیں ہے۔ بلکہ سارے عالم کو اللہ سبحانہ وحدت سے کثرت میں لایا۔ اس کے بعد اپنے کچھ خاص بندوں کو بلا واسطہ اپنی ذات سے آشنا کیا اور کثرت سے وحدت میں لا کر اور کثرت سے وحدت حاصل کرنے کی راہ تعلیم فرما کر کثرت میں بھیجا۔ چنانچہ وہ کثرت میں وحدت دیکھتے تھے۔ اور ان کو حکم کیا کہ دوسروں کو اس طریق کی تعلیم دیں۔ جس نے اس راہ پر عمل کیا اور ان بزرگوں کی جماعت کی پیروی کی وہ کثرت سے وحدت میں مل گیا اور دوئی سے یگانگی میں پہنچ گیا۔ یہ بزرگوں کی جماعت انبیاء کی جماعت ہے۔ اور وصالِ حق کی یہ راہ شریعت اور طریقت ہے۔

جناب عالی۔ شریعت کچھ کام کرنے اور کچھ کام چھوڑنے کا نام ہے۔ جو فقہ کی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور طریقت نام ہے اخلاق کو سنوارنے کا۔ یعنی بُری عادتوں کو اچھی

www.mujaddidway.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ نور وحدت، حضرت قدوۃ المحققین برہان المدققین عارف باللہ خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد قدس اللہ روحہ وافاض علی الطالبین فتوحہ، کی تصنیفات میں سے ہے۔ جمعہ مبارک کی شب خواجہ بہاؤالحق والدین المعروف شاہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے عرس کے موقع پر سوم ربیع الاول ۱۰۵۳ھ ان اسرار کے اظہار کو شروع کرنے کا اتفاق ہوا۔

الحمدللہ کہ حقیقت آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔

اور جمال وحدت، کثرت کے آئینوں میں ہر طرح نظر کے سامنے۔

اما بعد، یہ رسالہ تیری حقیقت سے تیری طرف ہے۔

اگر ہمت کی آنکھ سے اس کا مطالعہ کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ تو صورت سے نکل کر حقیقت تک پہنچ جائے گا۔ اور حجابِ موہوم درمیان سے اٹھ جائے گا۔

جناب عالی۔ ایک شخص بُعد کی بات کرتا ہے اس کا بھی سبب ہے۔ دوسرا شخص قُرب کا نشان دیتا ہے اس کا بھی سبب ہے۔ تیری حقیقت جو اس رسالے کی زبان سے تجھ سے بات کرتی ہے۔ وحدت پر اطلاع دیتی ہے کہ وہاں نہ بُعد ہے نہ قُرب، اور جب وحدت کا طلوع ہوگا تو بُعد اور قرب عین وحدت ہو جائیں گے۔

جناب عالی۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ جنگ وجدال میں ہے۔ مگر اہل وحدت کہ وہ سب کے ساتھ ایک ہیں اگرچہ کوئی بھی ان کے ساتھ ایک نہیں ہے۔

جناب عالی۔ اہل وحدت مختلف اور متضاد مذاہب اور جدا جدا الگ الگ مشارب سے میٹھا اور لطیف مشرب کھینچ لیتے ہیں جو عام مذہب اور حال وجدانی کو شامل ہوتا ہے۔ اور ان کا اس کے علاوہ بھی خاص مذہب اور مخصوص مشرب ہوتا ہے۔ جیسا کہ گفتگو میں آتا ہے کہ متکلم نے ایسے کہا۔ حکیم اس طرح کہتا ہے اور صوفی اس طرح۔

جناب عالی۔ وحدت باطن کثرت ہے اور کثرت ظاہر وحدت اور دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے۔

جناب عالی۔ موجود ایک ہستی ہے جو کثرت موہوم کی صورت میں نظر آتی ہے۔

جناب عالی۔ تجھے وحدت سے کثرت میں لائے ہیں اور یگانگی سے دوئی میں پہنچایا ہے۔ اس حکمت کے تحت جس کو اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے اور اس کے خاص بندے بھی اس کے عطا کیے ہوئے علم سے جانتے ہیں۔ اور تجھے ایسا بنایا گیا ہے کہ تو اپنی سابقہ وحدت کا کوئی پتا نہیں رکھتا۔ اور اس حال کا تجھ میں کوئی اثر ظاہر نہیں ہے۔ بلکہ سارے عالم کو اللہ سبحانہ وحدت سے کثرت میں لایا۔ اس کے بعد اپنے کچھ خاص بندوں کو بلا واسطہ اپنی ذات سے آشنا کیا اور کثرت سے وحدت میں لا کر اور کثرت سے وحدت حاصل کرنے کی راہ تعلیم فرما کر کثرت میں بھیجا۔ چنانچہ وہ کثرت میں وحدت دیکھتے تھے۔ اور ان کو حکم کیا کہ دوسروں کو اس طریق کی تعلیم دیں۔ جس نے اس راہ پر عمل کیا اور ان بزرگوں کی جماعت کی پیروی کی وہ کثرت سے وحدت میں مل گیا اور دوئی سے یگانگی میں پہنچ گیا۔ یہ بزرگوں کی جماعت انبیاء کی جماعت ہے۔ اور وصال حق کی یہ راہ شریعت اور طریقت ہے۔

جناب عالی۔ شریعت کچھ کام کرنے اور کچھ کام چھوڑنے کا نام ہے۔ جو فقہ کی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور طریقت نام ہے اخلاق کو سنوارنے کا۔ یعنی بُری عادتوں کو اچھی

www.mujaddidiway.com

عادتوں میں تبدیل کرنا کہ اس کو سفر در وطن بھی کہتے ہیں اور سلوک کا نام بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مشائخ کی کتابوں بالخصوص حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اور کچھ مزید آداب اور اشغال بھی ہیں جن کو مشائخ نے وضع کیا ہے طریقت میں داخل ہیں۔

جناب عالی۔ شرعی احکام کہ جن کی بنیاد دوئی پر ہے بالخصوص وحدت سے ملانے والی ہے اور اس کا راز خدا جانے اور اس کے خاص بندے۔ پس اعمال کا پہنچنا کثرت سے مربوط ہے۔ وحدت کی طرف اشارہ ہے۔ اس صورت میں کہ کثرت عین وحدت ہے۔

جناب عالی۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور دوسری عبادتیں کہ وحدت کو پہنچاتی ہیں۔ ان کی خاصیت اور ان کے حاصل کرنے سے وحدت اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ یہ عبادتیں خالصۃً للہ ادا کی جائیں جیسا کہ شرط ہے۔ اور اس باب میں للہ کے معنی ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اور ہر شخص کی سمجھ میں کیسے آسکتے ہیں۔ البتہ یہ کہ طالب وحدت کے لیے ضروری ہے کہ تصور کرے کہ نیت کی میں نے کہ نماز ادا کروں یا روزہ رکھوں مثلاً اپنی حقیقت اور اس کے وجود یعنی اس کے پانے کے لیے جس کو میں نے گم کیا ہوا ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ اس عبادت کے وسیلے سے وحدت جو کہ عین اللہ ہے ظہور میں آئے۔

جناب عالی۔ عابد وہی ہے اور معبود وہی ہے۔ عابد ہے مرتبہ تقیید میں اور معبود ہے مرتبہ اطلاق اور مراتب میں۔ اور مراتب میں تمیز امور عقلیہ میں سے ہے۔ ایک حقیقی ہستی قابل تفہیم ہے جس کا اظہار وجود نظر نہیں آتا۔

جناب عالی۔ اگر نیک نظر سے دیکھے تو برے اخلاق کہ جن کا چھوڑنا طریقت میں واجب ہے، سب بیگانگی اور دوئی پہنچتی ہیں۔ اور اچھے اخلاق کہ جن کا حصول لازم ہے سب تجرد اور یگانگی کی تعلیم دیتے ہیں۔ پس طالب وحدت کو شریعت اور طریقت کے

بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگرچہ وصال کا راز اول (شریعت) میں اس کو معلوم نہیں ہوتا۔ اور ثانی (طریقت) میں اگر غور فرمائیں گے تو وصال کا راز بشرط مناسبت سے غالباً سمجھ میں آجائے گا جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا ہے۔

جناب عالی۔ یہ سارے اشغال اور اذکار اور مراقبات اور توجہات اور طریق سلوک کے ضابطے جو مشائخ نے وضع کیے ہیں دوئی موہومہ کو ہٹانے کے لیے ہیں۔ پس تجھے جاننا چاہیے کہ وحدت کہ حق ہے اور کثرت کہ خلق ہے کے درمیان فاصل وہم اور خیال کے بغیر کچھ بھی نہیں اور حقیقت میں وحدت ہے کہ صورت میں کثرت نظر آتی ہے۔ اور ایک ہے جو نظر میں بہت نظر آتا ہے۔ جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور جیسا کہ جوالہ کا نقطہ دائرے کی صورت میں نظر آتا ہے اور جیسا کہ ٹپکنے والا بارش کا قطرہ لکیر کی شکل میں نظر آتا ہے۔ پس وحدت عین کثرت ہے اور کثرت عین وحدت یعنی عابد جو کثرت میں ہے وہی وحدت ہے اپنی ذات و صفات افعال اور آثار میں۔

جناب عالی۔ ایک بلند درجے والے عارف فرماتے تھے کہ درویش خیال کو درست کرنے کا نام ہے۔ یعنی حق کے بغیر دل میں کچھ بھی نہ رہے۔ برحق خوب فرماتے تھے۔

جناب عالی۔ جب حجاب خیال کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔ تو حجاب کو دور بھی خیال کے ذریعے کرنا چاہیے اور شب و روز وحدت کا خیال رکھنا چاہیے۔

جناب عالی۔ اگر بزرگی چاہتا ہے تو واحد بن اور واحد ہو جا اور واحد بننا یہ ہے کہ تو دوئی سے باہر آجائے اور واحد ہونا یہ ہے کہ تو وحدت پر ہمیشہ رہے۔ دل کی پریشانی غم و اندوہ سب دوئی کی وجہ سے ہیں۔ جب دوئی نظر سے اٹھ جائے گی تو آرام اور قرار حاصل ہو جائے گا۔ ایسا کہ تو ہمیشہ کے لیے کسی بھی غم میں مبتلا نہیں ہوگا اور تجھے دونوں جہانوں میں آرام حاصل ہو جائے گا۔ یعنی آسودگی حاصل ہو جائے گی۔ یعنی آسودگی عدم میں ہے۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ جب سالک توحید کی حقیقت کو پہنچے گا اور وحدت تیری صفت ہو جائے گی جب دیکھے گا کہ حق کے ساتھ تیری نسبت سلوک کے بعد بھی کچھ نہیں بڑھی ہے۔ وہی نسبت جو سلوک سے پہلے تھی بلکہ تیری نسبت وجود سے پہلے اور وجود کے بعد ایک ہی ہے۔

جناب عالی۔ کچھ بیمار کے یقین حاصل کیا کہ کسی بھی پانی اور آگ سے زائل نہیں ہوگی ازل سے ابد تک حق موجود ہے۔ دوسرا کوئی بھی ہرگز موجود نہیں ہے۔ تو تم [illegible] کوئی اعتبار نہیں ہے۔ زید بیمار ہوا اور اپنے کو عمرو کہنے لگا۔ لوگوں نے اس باتیں سن کر اس کی تلاش میں [illegible] جب اچھی طرح علاج کرائے اس کی بیماری جاتی رہی تو عمرو کہیں بھی نہیں تھا۔ [illegible] کے پیچھے کی تلاش میں گے جب منزل پر پہنچے خود کو [illegible] تعالیٰ اپنے کو اپنی صفتوں سے جانتا تھا۔ یہ چیزوں کی حقیقتیں ہیں۔ اس [illegible] اپنے کو ظاہر کیا۔ یہ عالم وہی ہے یہاں غیر کہاں سے موجود ہوا۔

جناب عالی۔ جب بات کی حقیقت کو تو نے اس طرح جان لیا اور تجھے معلوم ہوا کہ [illegible] اور مساوات سب وہم کے سبب سے ہیں۔ اگر دوری ہوتی تو پھر نزدیکی حاصل ہو اگر جدائی ہوتی تو ملاپ بھی پیدا کرتا۔ عالم میں اگر ہزار سال فکر کرے گا تو حقیقت مطلق کے بغیر جو عین وحدت ہے کچھ بھی نہ پائے گا۔ بلکہ کوئی ذات اور کوئی [illegible] اور کوئی جہت کیا خارجی کیا داخلی نہیں دیکھے گا کہ اس کی غیر ہو۔ سب جو ہے وہی ہے۔

جناب عالی۔ جو کچھ ادراک میں آئے وہی ہے اور جو ادراک میں نہ آئے وہ بھی وہی ہے [illegible] کو وجود کہتے ہیں اس کا ظہور ہے اور وہ جس کو عدم کہتے ہیں اس کا بطون ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر وہی ہے مطلق وہی ہے وہی جزئی وہی ہے کلی وہی ہے [illegible] وہی ہے سب وہی ہے۔

جناب عالی۔ اس کے باوجود کہ سب وہ ہے وہ سب سے پاک ہے اس کے اس اطلاق کی دوری ہے اس اطلاق سے الگ کہ وہ سب ہے [illegible] اس اطلاق کو کوئی عقل اور کوئی فہم نہیں پا سکتی ہے۔ حضرت محمد کریم ﷺ [illegible] اسی مقام کے لیے ہے۔

جناب عالی۔ شہود شہود کے مراتب میں ہے اور کسی مراتب سے باہر ہوتا ہے اور یہ شہود ہونا کئی طرح ہوتا ہے جس کا دوام مشکل ہے اس کا حاصل ہونا اور جامعیت انسانی کا تقاضا کرتا ہے جو عظیم تر ہے۔

جناب عالی۔ عارف کے لیے اس سے بالا اور کوئی مقام نہیں ہے اور اس مقام میں فنا اور مکمل ختم ہو جاتا ہے اور یہ کلی قیامت کے اقسام میں سے ہے۔

جناب عالی۔ یہ معارف اس مقام میں ایک ہی نشست میں لکھے گئے۔ جو بات سالک کے ضروری ہے وہ وہی فکر وحدت ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا۔ سالک کو چاہیے شب و روز اس کوشش میں رہے کہ کثرت موہومہ جو غیریت کی صورت میں آتی ہے نظر سے دور ہو جائے اور وحدت کا آئینہ بن جائے اور سالک ایک کے بغیر کچھ بھی نہ دیکھے اور ایک کے بغیر کچھ بھی نہ جانے اور ایک کے بغیر کسی کو [illegible] ہے۔

جناب عالی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الا اللہ یعنی وحدت ذات ان چیزوں کی صورت میں ہے اور نظروں میں مشہود۔ پس ساری چیزیں باطن ہیں اور وہ ظاہر ہے سا(ری) چیزوں میں۔ پس وہ ساری چیزوں کا ظاہر بھی ہے اور ساری چیزوں کا باطن بھی۔ ساری چیزوں میں ظاہر اور باطن کے بغیر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ پس چیزیں کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ حق ہوتا ہے اور چیزوں کے نام چیزوں پر اس اعتبار سے ہیں کہ وہ بھی عین حق ہے۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ جب تو توحید کی حقیقت کو پہنچے گا اور وحدت تیری صفت ہو جائے گی تب دیکھے کہ حق کے ساتھ تیری نسبت سلوک کے بعد بھی کچھ نہیں بڑھی ہے۔ وہی نسبت جو سلوک سے پہلے تھی بلکہ تیری نسبت وجود سے پہلے اور وجود کے بعد ایک ہی ہے

جناب عالی۔ سمجھ پیدا کر کے یقین حاصل کیا کہ کسی بھی پانی اور آگ سے زائل نہیں ہو سکتا ازل سے ابد تک حق موجود ہے۔ دوسرا کوئی بھی ہرگز موجود نہیں ہے۔ توہم باطل کوئی اعتبار نہیں ہے۔ زید بیمار ہوا اور اپنے کو عمرو سمجھنے لگا۔ لوگوں سے اس باتیں سن کر اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ جب اچھی طرح علاج کرانے اس کی بیماری جاتی رہی تو عمرو کہیں بھی نہیں تھا، زید ہی تھا۔ سیمرغ کے پیچھے سیم کی تلاش میں گئے جب منزل پر پہنچے تو خود کو سیمرغ پایا۔ پس حق تعالیٰ اپنے ا کو اپنی صفتوں سے جانتا تھا۔ یہ چیزوں کی حقیقتیں ہیں۔ اس کے بعد سے اپنے کو ظاہر کیا۔ یہ عالم یہی ہے یہاں غیر کہاں سے موجود ہوا۔

جناب عالی۔ جب بات کی حقیقت کو تو نے اس طرح جان لیا، اور تجھے معلوم ہوا کہ قرب و اور مساوات سب وہم کے سبب سے ہیں، اگر دوری ہو تو پھر نزدیکی حاصل ہو اگر جدائی ہوتی تو پیوستگی پیدا کرتا، عالم میں اگر ہزار سال فکر کرے گا تو حقیقت مطلق کے بغیر جو عین وحدت ہے کچھ بھی نہ پائے گا۔ بلکہ کوئی ذات اور کوئی جنس اور کوئی جہت کیا خارجی کیا ذہنی کیا وہمی نہیں دیکھے گا کہ اس کی غیر ہو۔ سب و ہے اور وہی ہے سب۔

جناب عالی۔ جو کچھ ادراک میں آئے وہی ہے اور جو ادراک میں نہ آئے وہ بھی وہی ہے، جس کو وجود کہتے ہیں اس کا ظہور ہے اور وہ جس کو عدم کہتے ہیں اس کا بطون ہے اول وہی ہے، آخر وہی ہے، باطن وہی ہے، ظاہر وہی ہے، مطلق وہی ہے، مقید وہی ہے، کلی وہی ہے، جزی وہی ہے، منزہ وہی ہے، مشبہ وہی ہے۔

جناب عالی۔ اس کے باوجود کہ سب وہ ہے، وہ سب سے پاک ہے۔ اس کے اس اطلاق کی دوسری ہے، اس اطلاق سے الگ کہ وہ سب ہے یا عین، اس اطلاق کو کوئی کشف کوئی عقل اور کوئی فہم نہیں پہنچ سکتی۔ و سمکذرکم اللہ نفسہ۔ اسی مقام کے لیے ہے۔

جناب عالی۔ شہود، ظہور کے مراتب میں ہے اور کبھی مراتب سے باہر ہوتا ہے، اور یہ شہود ہوئی بجلی کی طرح ہوتا ہے، جس کا دوام مشکل ہے۔ اس کا حاصل ہونا اور جامعیت انسانی کا تقاضا کرتا ہے جو مظہر اتم ہے۔

جناب عالی۔ عارف کے لیے اس سے بالا اور کوئی مقام نہیں ہے، اور اس مقام میں فنا۔ اور مکمل ختم ہو جاتا ہے، اور یہ کلیہ قیامت کے اقسام میں سے ہے۔

جناب عالی۔ یہ معارف اس مقام میں ایک ہی نشست میں لکھے گئے۔ جو بات سالک کے ضروری ہے وہ وہی فکر وحدت ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا۔ سالک کو چاہیے شب و روز اس کوشش میں رہے کہ کثرت موہومہ جو غیریت کی صورت میں آتی ہے، نظر سے دور ہو جائے اور وحدت کا آئینہ بن جائے اور سالک ایک بغیر کچھ بھی نہ دیکھے اور ایک کے بغیر کچھ بھی نہ جانے اور ایک کے بغیر کسی کو بھی پکارے۔

جناب عالی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ۔ لا الٰہ۔ یعنی وحدت ذات ان چیزوں کی صورت میں ظ ہے اور نظروں میں مشہود، پس ساری چیزیں باطن ہیں اور وہ ظاہر ہے سا چیزوں میں پس وہ ساری چیزوں کا ظاہر بھی ہے اور ساری چیزوں کا باطن بھی ساری چیزوں میں ظاہر اور باطن کے بغیر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ پس چیزیں چیزیں نہیں ہوتیں بلکہ حق ہوتا ہے اور چیزوں کے نام چیزوں پر اس اعتبار سے ہیں کہ وہ بھی عین حق ہے۔

www.mujaddidiway.com

جناب عالی۔ مراقبہ کا طریقہ سابقہ کلمات سے بوجوہ مختلفہ سمجھا جا سکتا ہے۔ مراقبہ کا مطلب معنی وحدت کا ملاحظہ ہے، جس طرح بھی کیا جا سکے۔ اگر الفاظ کا ملاحظہ اور ان کا تخیل، معانی کو سمجھنے کا واسطہ بنے تو اس اس کو ذکر کہتے ہیں۔ الفاظ جو بھی ہوں، لا الٰہ الا اللہ یا لفظ اللہ تنہا ہو۔ اور اگر الفاظ کے تخیل کے بغیر معانی سمجھ میں آئے تو مراقبہ اور توجہ ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ جیسا کہ بزرگوں کی کتابوں سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ معنی وحدت دل میں قرار پکڑے، اور لفظ اللہ کا ذکر اس طرح کہ حقیقت قلبیہ اور دل کے تصور کے توسط سے متوجہ ہو، اس حیثیت سے کہ یہ حقیقت قلبی مظہر حق ہے۔ لفظ اللہ کا خیال کریں اور اس پر استقامت رکھیں۔

جناب عالی۔ اگر اپنی طرف متوجہ ہو اور اس توجہ کو درست کر سکے تو کام آسان ہو جاتا ہے۔

جناب عالی۔ تیرا بدن تیری روح کی صورت اور مظہر ہے، اس کے بغیر نہیں ہے اور تیری روح حق کا مظہر اور صورت ہے، اس کے بغیر نہیں ہے اور یہ دونوں صورتیں جسمی اور روحی موہوم ہیں۔ جب لفظ اللہ کا خیال کرے اور اس حقیقت کی طرف متوجہ ہو جو ان دو موہوم کی صورت میں ظاہر ہے، اور جانے کہ میں وہی ہوں تو امید ہے کہ شہود اور شہادت اور کثرت میں وحدت میسر ہو جائے۔ اور جو کچھ بھی تیری نظر میں آئے تو جانے کہ صورت رکھتی ہے اور روح رکھتی ہے اور حقیقت رکھتی ہے یعنی اس کی صورت اس کا ملک ناسوت ہے اور اس کی روح اس کا ملکوت ہے اور اس کی حقیقت اس کا جبروت اور لاہوت ہے، جو حق کی ذات اور صفات سے عبارت ہے یعنی توجہ اس چیز کی طرف جو عین حقیقت مطلق ہے۔

جناب عالی۔ جبروت صفات ہے اور لاہوت ذات ہے اور صفات، ذات کا غیر نہیں ہے۔ ہاں کشف اور شہود میں مغایرت کا اعتبار ظاہر ہوتا ہے، اور یہ تجلیات صفاتی اور ذاتی کے حصول کے مقام میں ہے۔ اور یہاں تک ہم نے ذات اور صفات کو ایک مرتبہ میں اعتبار کیا ہے۔ - بحیثیت عینیت

جناب عالی۔ عالم حق کا علم ہے جو ذات کی تجلی کے ساتھ کہ الف اس کی طرف اشارہ ہے ظاہر ہوا اور علم عین ذات ہے۔

جناب عالی۔ حقیقت مطلقہ بے حساب اظہار رکھتی ہے البتہ اس کی کلیات پانچ ہیں۔ ظہور اول، علم اجمالی کا ظہور ہے۔ ظہور دوم علم تفصیلی کا ظہور ہے۔ ظہور سوم صور روحانیہ کا ظہور ہے۔ ظہور چہارم صور مثالیہ کا ظہور ہے۔ ظہور پنجم صور جسمانیہ کا ظہور ہے۔ اور اگر ظہور انسانی کو جدا لیں گے تو ظہورات کلیہ چھ ہوں گے۔ ان ظہورات کو تنزلات خمسہ یا ستہ کہتے ہیں اور حضرات بھی کہتے ہیں۔

جناب عالی۔ انسان ساری ظہورات کا جامع ہے اور اس جامعیت کا بیان بہت طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔

جناب عالی۔ چاہیے کہ تو جانے کہ حقیقت انسانی تمام مراتب میں اس صورت میں کہ اس کے مرتبے کے مناسب ہو ظہور رکھتی ہے۔ سارے حقائق اس حقیقت کی صورتیں ہیں اور یہ حقیقت مرتبے میں سارے حقائق پر مقدم ہے اگرچہ ظہور میں سب سے آخر میں ہے۔

جناب عالی۔ قرآن مجید کے اول سورہ فاتحہ۔ اس میں الحمد للہ واقع ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حامدیت اور محمودیت کی جنس اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے یعنی حامد اور محمود وہی ہے۔ [illegible] اور ہر صفت میں ہر جگہ پر اور ہر صورت میں، اس کے بغیر کوئی بھی حامد اور محمود نہیں ہے۔

جناب عالی۔ سورہ بقرہ کی ابتدا میں الٓمٓ واقع ہوا ہے۔ الف اشارہ ہے احدیت کی طرف کہ الف اس کا اول ہے۔ اور لام اشارہ علم کی طرف کہ لام اس کے بیچ میں ہے اور میم اشارہ ہے عالم کی طرف کہ میم اس کے آخر میں ہے۔ یعنی احدیت نے علم کی صورت لی اور علم نے عالم کی صورت۔

www.mujaddidway.com

ل۔ جو کچھ کہ تیرے لیے ضروری ہے، وحدت کے معانی کو سمجھنا ہے اور ہمیشہ اس مراقبے میں رہنا ہے، اور ان معارف کی تفصیل کو پہنچنا ہے۔ ابتدا میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی، جب عنایت الٰہی سے وحدت کے معنی دل میں بیٹھ جائیں گے اور دوئی کا خیال اٹھ جائے گا تو تجھے صفائی حاصل ہو جائے گی اور سارے علوم اور حقائق تجھ پر کھل جائیں گے اور کچھ بھی مخفی نہیں رہے گا، جب تک کثرت نظر سے دور نہ ہو اور دوئی کا وہم باقی ہوگا، صحیح علوم مشکل ہے کہ ظاہر ہوں۔

ل۔ کچھ روز اپنے اوپر ریاضت کو لازم کر لینا چاہیے اور اپنے انفاس کو اس خیال میں معروف رکھنا چاہیے تاکہ باطل خیال درمیان سے نکل جائے اور حق کا خیال اس کی جگہ لے لے۔

ل۔ جب تک یہ خیال تیرے دل میں قرار نہیں پکڑتا اور تیرے ظاہر اور باطن پر حاوی نہیں ہو جاتا تجھے کسی بھی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے جب یہ حال قرار لے لے اور جدائی اور دوئی دور ہو جائے تو پھر کوئی بھی چیز تجھے نہیں روک سکتی یعنی موہوم اور باطل، موجود اور حق کی راہ نہیں روک سکتی۔

ل۔ حق کو عالم سے وہی نسبت ہے جو پانی کو برف سے بلکہ اس سے بھی قریب تر سمجھنا چاہیے یا پھر وہ نسبت جو سونے کو زیوروں سے کہ اسی سے زیور بنائے جاتے ہیں یا وہ نسبت جو مٹی کو برتنوں سے کہ برتن مٹی سے بنائے جاتے ہیں اور یہ سب ایک ہی ہیں۔

ل۔ عالم اور حق کے درمیان رابطہ کلمہ 'من' میں بھی ہے یعنی عالم اسی سے پیدا ہوا اور وہ پیدا کرنے والا ہے کلمہ 'الی' بھی ہے یعنی عالم اسی کی طرف لوٹنے والا ہے اور یہ پیدائش اور لوٹنا، ازل میں بھی ہے اور ابد میں بھی ہے اور زمانے کی تمام ساعتوں میں بھی یعنی ہر ساعت عالم حقیقت میں جاتا ہے اور حقیقت سے باہر آتا ہے۔ جیسے موج دریا میں سے اور کلمہ 'فی' بھی ہے یعنی عالم حق میں ہے اور حق عالم میں۔

کہ ایک وجہ سے وہ مظہر اور ایک وجہ سے یہ مظہر اور کلمہ 'مع' بھی ہے یعنی معیت ذاتی اور صفاتی بغیر شک وشبہ ثابت ہے اور کلمہ 'ھو' بھی ہے یعنی عالم عین حق ہے اور حق عین عالم اور کلمہ 'لیس' بھی ہے یعنی ایک وجہ سے عالم، عالم ہے اور حق، حق۔ نہ عالم حق ہے اور نہ حق عالم

جناب عالی۔ ایک وجہ تمام رابطوں سے منزہ ہے اور عالم اور حق کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے اس کو اعتبار کے لحاظ سے لاتعین کہتے ہیں۔

جناب عالی۔ جو کوئی حق کو اس وجہ سے پہنچانتا ہے اس نے حق کو ممکن وجہ سے پہچانا ہے۔

جناب عالی۔ پہلے سالک کو اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ ساری صورتوں میں وہ ہی ظاہر ہے اور معانی میں بھی اور کوئی صورت اور کوئی معنی نہیں ہے جو اس کے بغیر ہو اس معنی کو ہم نے تکرار کے ساتھ لکھا ہے۔ تاکید کے لحاظ سے پھر بھی لکھتا ہوں مقصد یہ ہے کہ فکرِ وحدت اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے اور خود کو اس فکر میں گم کر دینا چاہیے۔ جب اس فکر میں استغراق حاصل ہو جائے گا تو پھر اسم باطن سے بھی بہرہ مند ہو جائے گا۔

جناب عالی۔ اگر سالہا سال عبادات اور اذکار میں مشغول رہے گا لیکن وحدت سے غافل ہو گا تو وصل سے محروم ہی رہے گا اگرچہ عجیب وغریب کیفیات ظاہر ہوں اور انوار اور واقعات جلوہ گر ہوں تب بھی۔

جناب عالی۔ وہ حال جسے تو اپنے وہم میں وصل سمجھے اور اس حال کا پھل یعنی وحدت کا علم نہ ہو۔ درحقیقت وہ وصل نہیں ہے۔ وہ جو ظاہر ہوا ہے مقامات ظہور میں سے ایک مقام ہے، مقصود حقیقی نہیں ہے جو مطلق ہے اور سب میں ظاہر ہے اور سب کا عین ہے۔ جب تک کوئی چیز ظاہر ہو اور وجود کی کسی وجہ سے یا اشیاء میں سے کوئی شے مغایرت رکھتی ہو تو وہ منزل مقصود نہیں ہے۔

جناب عالی۔ بہر حال حقیقت یہی ہے پہلے تجھے مراقبہ مطلق ضروری ہے تاکہ دوری دور ہے۔ جناب عالی۔ تفرقہ اور جدائی اس وقت تک ہے جب تک تو سب کو ایک نہیں جانتا اور ایک نہیں دیکھتا، جب سب کو ایک جانے گا اور ایک دیکھے گا تو تفرقہ اور دوئی سے آزاد ہو جائے گا اور تجھے وصل مطلق کلی میسر ہو جائے گا۔

جناب عالی۔ جب سب کو ایک دیکھے گا تو سب نہیں رہیں گے بلکہ ایک رہے گا اور بس۔

جناب عالی۔ تجھ میں اور تیرے مقصود میں کوئی فاصلہ نہیں ہے اور فاصلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو اپنے آپ سے جدا اور اپنے آپ سے غیر سمجھتا ہے، جب جان لے گا کہ تو نہیں ہے وہی ہے اور بس تب فاصلہ نہیں رہے گا۔ دل کا اطمینان اور دلی آرزو اور نفس کی پہچان اور حق کی معرفت اور فنائے مطلق اور وصل اور اللہ کا قرب اس مقام پر حاصل ہو جائے گا اور کام تمام ہو جائے گا۔

جناب عالی۔ تو جب اس مقام پر پہنچ جائے کہ خود کو نہ دیکھے اور اس کو دیکھے تب دنیا اور دنیا کا آرام تیرے حق میں ایک ہو جائے گا، اور فنا و بقا اور خیر و شر اور وجود و عدم اور کفر و اسلام اور موت و حیات اور طاعت و معصیت پیچھے رہ جائیں گے اور بساط زمان و مکان آنکھوں کا نور بن جائے گا۔

جناب عالی۔ جب تو نہ رہا تو کوئی چیز نہ رہی کیونکہ سب چیزیں تجھ سے اور تیرے خیال سے وابستہ ہیں۔

جناب عالی۔ جاننا چاہیئے کہ سب چیزیں تجھ میں ہیں اور سب چیزیں تجھ سے باہر کوئی وجود نہیں رکھتیں اور جب تو نے اپنے آپ کو سب چیزوں سے خالی کر لیا اب کوئی چیز نہیں رہی۔

جناب عالی۔ تیرا وجود حق کے بغیر نہیں ہے۔ اور ساری چیزیں تیرے اندر موجود ہیں، جب تو نے خود کو حق تک پہنچایا اور اس بحر بیکراں میں خود کو غرق کیا یعنی اس صفت سے آگاہ ہوا تب ساری چیزیں تیرے ساتھ اس دریا میں گم ہو جائیں گی۔

جناب عالی۔ اگر اچھی طرح سے اس کو دیکھے گا تو جان جائے گا کہ انانیت جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہے وہ تجھ سے نہیں ہے اور تو یہ جسم اور روح نہیں ہے سارے عالم میں ایک انا کو ہے کہ اس کی انانیت ہر جگہ پر ظاہر اور جلوہ گر ہے۔

جناب عالی۔ حقیقت مطلق کے وصول کی علامت یہ ہے کہ جب انانیت تجھ سے ظاہر ہو رہی ہے ساری چیزوں سے انا کہہ سکتا ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ حجاب انانیت کے تعین کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب عالی۔ ایک ذات ہے کہ سارا عالم اس کی صفت ہے اور اسی سے قائم ہے اور وہ ذات ان صفات سے ظاہر اور جلوہ گر ہے۔

جناب عالی۔ وہ ہی ایک ذات ہے جو ساری ذاتیں ہو گئیں، وہ ہی ذات ہے کہ پہلے اپنا نشان ہوئی اور پھر دوسری بار سارے جہان کی نشانیوں کی صورت ہو گئی اور وہی ذات ہے کہ اپنی قدرت اور ساری قدرتیں ہیں اور وہ وہی ذات ہے کہ اپنا ارادہ اور سارے ارادے ہیں، اور وہ ہی ذات ہے کہ اپنی سماعت اور ساری سماعتیں ہیں اور اپنی بصارت اور ساری بصارتیں ہیں اور اپنی حیات اور ساری حیاتیں ہیں اور اپنا فعل اور سارے افعال ہیں اور اپنا کلام اور سارے کلام ہیں وعلیٰ ہذا القیاس اور وہ ہی ذات ہے جو اپنی ہستی اور ساری ہستیاں ہے۔

جناب عالی۔ جو عالم میں ظاہر ہوا ذات میں پوشیدہ ہوا اس کے بعد ذات اس کی صورت میں پہلے اپنے علم میں اور پھر اپنے عین میں جلوہ فرما ہوئی۔ ذات نے اس کا رنگ پکڑا اور اس نے ذات کا رنگ اور جو کہ ذات میں پوشیدہ تھا اندھیرے میں عین ذات تھا کہ شے کے بغیر شے میں نہ تھا۔ پھر اس ذات نے خود بخود معاملہ کیا اور عاشقی اختیار کی اور بندگی اور خدائی درمیان میں لائی گئی اور کارخانہ ازلی اور ابدی برپا کیا گیا۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ بہر حال حقیقت یہی ہے پہلے تجھے مراقبہ مطلق ضروری ہے تاکہ دوری نہ رہے۔ جناب عالی۔ تفرقہ اور جدائی اس وقت تک ہے جب تک تو سب کو ایک نہیں جانتا اور ایک نہیں دیکھتا، جب سب کو ایک جانے گا اور ایک دیکھے گا تو تفرقہ اور دوئی سے آزاد ہو جائے گا اور تجھے وصل کھلم کھلا میسر ہو جائے گا۔

جناب عالی۔ جب سب کو ایک دیکھے گا تو سب نہیں رہیں گے بلکہ ایک رہے گا اور بس۔

جناب عالی۔ تجھ میں اور تیرے مقصود میں کوئی فاصلہ نہیں ہے اور فاصلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو اپنے آپ سے جدا اور اپنے آپ سے غیر سمجھتا ہے، جب جان لے گا کہ تو نہیں ہے وہی ہے اور بس تب فاصلہ نہیں رہے گا، دل کا اطمینان اور دلی آرزو اور نفس کی پہچان اور حق کی عرفت اور فنائے مطلق اور وصل اور کمال قرب اس مقام پر حاصل ہو جائے گا اور کام تمام ہو جائے گا۔

جناب عالی۔ تو جب اس مقام پر پہنچ جائے کہ خود کو نہ دیکھے اور اس کو دیکھے تب دنیا اور آخرت کا آرام تیرے حق میں ایک ہو جائے گا، اور فنا و بقا اور خیر و شر اور وجود و عدم اور کفر و اسلام اور موت و حیات اور طاعت و معصیت پیچھے رہ جائیں گے اور بساط زمان و مکان آنکھوں کا نور بن جائے گا۔

جناب عالی۔ جب تو نہ رہا تو کوئی چیز نہ رہی کیونکہ سب چیزیں تجھ سے اور تیرے خیال سے وابستہ ہیں۔

جناب عالی۔ جاننا چاہیئے کہ سب چیزیں تجھ میں ہیں اور سب چیزیں تجھ سے باہر کوئی وجود نہیں رکھتیں اور جب تو نے اپنے آپ کو سب چیزوں سے خالی کر لیا تب کوئی چیز نہیں رہی۔

جناب عالی۔ تیرا وجود حق کے بغیر نہیں ہے۔ اور ساری چیزیں تیرے اندر موجود ہیں، جب تو نے خود کو حق تک پہنچایا اور اس بحر بیکراں میں خود کو غرق کیا یعنی اس صفت سے آگاہ ہوا تب ساری چیزیں تیرے ساتھ اس دریا میں گم ہو جائیں گی۔

جناب عالی۔ اگر اچھی طرح سے اس کو دیکھے گا تو جان جائے گا کہ انانیت جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہے وہ تجھ سے نہیں ہے، اور تو یہ جسم اور روح نہیں ہے سارے عالم میں ایک انا گو ہے کہ اس کی انانیت ہر جگہ پر ظاہر اور جلوہ گر ہے۔

جناب عالی۔ حقیقتِ مطلق کے وصول کی علامت یہ ہے کہ جب انانیت تجھ سے ظاہر ہو رہی ہے، ساری چیزوں سے انا کہہ سکتا ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ حجاب، انانیت کے تعین کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب عالی۔ ایک ذات ہے کہ سارا عالم اس کی صفت ہے اور اُسی سے قائم ہے اور وہ ذات ان صفات سے ظاہر اور جلوہ گر ہے۔

جناب عالی۔ وہ ہی ایک ذات ہے جو ساری ذاتیں ہو گئیں، وہ ہی ذات ہے کہ پہلے اپنا نشان ہوئی اور پھر دوسری بار سارے جہان کی نشانیوں کی صورت ہو گئی اور وہ ہی ذات ہے کہ اپنی قدرت اور ساری قدرتیں ہیں اور وہ وہی ذات ہے کہ اپنا ارادہ اور سارے ارادے ہیں، اور وہ ہی ذات ہے کہ اپنی سماعت اور ساری سماعتیں ہیں اور اپنی بصارت اور ساری بصارتیں ہیں اور اپنی حیات اور ساری حیاتیں ہیں اور اپنا فعل اور سارے افعال ہیں اور اپنا کلام اور سارے کلام ہیں وعلیٰ ہذا القیاس اور وہ ہی ذات ہے جو اپنی ہستی اور ساری ہستیاں ہے۔

جناب عالی۔ جو کہ عالم میں ظاہر ہوا ذات میں پوشیدہ ہوا اس کے بعد ذات اس کی صورت میں پہلے اپنے علم میں اور پھر اپنے عین میں جلوہ فرما ہوئی۔ ذات نے اس کا رنگ پکڑا اور اس نے ذات کا رنگ اور جو کہ ذات میں پوشیدہ تھا اندھیرے میں عین ذات تھا کہ شے کے بغیر شے میں نہ تھا۔ پھر اس ذات نے خود بخود معاملہ کیا اور عاشقی اختیار کی اور بندگی اور خدائی درمیان میں لائی گئی اور کارخانہ ازلی اور ابدی برپا کیا گیا۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ تو اپنے آپ کو اس طرح خیال کر کہ اب تک اُسی جگہ پر ہے جہاں پہلے جہان ازل میں تھا۔ تا کہ تو آزاد ہو جائے اور دوسری بار تفرقہ اور غم اور بلا کا منہ نہ دیکھے۔

جناب عالی۔ تیری روح وہ ہی ہے کہ تو اس سے زندہ ہے اور تیرا دل وہ ہی ہے کہ تو اس سے سمجھتا ہے اور تیری آنکھ وہ ہی ہے کہ تو اس سے دیکھتا ہے اور تیرا کان وہ ہی ہے کہ تو اس سے سنتا ہے اور تیرا ہاتھ وہ ہی ہے کہ تو اس سے پکڑتا ہے اور تیرا پاؤں وہی ہے کہ تو اس سے چلتا ہے۔

جناب عالی۔ تیرے ظاہر اور باطن اجزاء اور اعضاء میں سے ہر جزو اور عضو وہ ہی ہے کہ اسی سے جزو اور عضو کا کام تجھ سے ظاہر ہوتا ہے اور تیرے سارے اجزاء اور اعضاء وہ ہی ہے کہ تو اسی سے ہے۔

جناب عالی۔ وہ، تو اور میں یہ تینوں صفتیں اسی کی ہیں دوسرا کوئی درمیان میں نہیں ہے۔

جناب عالی۔ توحید، واحد کی صفت ہے نہ میں اور تُو اور جب تک میں اور تُو باقی ہیں، شرک ہے توحید نہیں ہے۔

جناب عالی۔ جب تُو گیا تو فنا ہے اور جب وہ درمیان میں آیا تو بقا ہے۔

جناب عالی۔ سلوک تیری کوشش اور دوئی کو ہٹانے کا نام ہے اور جذبہ تیرے وحدت میں جانے کا نام۔

جناب عالی۔ سلوک اور جذبہ اور فنا اور بقا سے اسم ولایت متحقق ہے۔

جناب عالی۔ تمام دوستوں سے نیازمندی اختیار کر تیرا مطلوب ہیں اور دشمن سے بھی دوستی کر کہ وہ بھی تیرا مقصود ہے۔

جناب عالی۔ اپنے آپ کو بھی محبت کی نظر سے دیکھا کر کہ تو خود عین محبوب ہے۔

جناب عالی۔ یہ ساری باتیں سلوک میں ضروری ہیں۔

جناب عالی۔ بد اور نیک کو دریائے وحدت میں پھینک دے تا کہ تو حقیقت سے آشنا ہو جائے۔

جناب عالی۔ وحدت کی باتیں اگر بہت کروں تو بھی تھوڑی ہیں، اور اگر تھوڑی لکھوں تو بھی بہت ہیں، اس معرفت کی ابتداء، انتہا میں داخل ہے اور اس کی انتہا، ابتدا میں داخل، اس کو نہ ابتداء ہے اور نہ انتہا۔ کہاں تک بات کروں اور کہاں تک لکھوں نہ میں بات کر رہا ہوں اور نہ میں لکھ رہا ہوں، حقیقت خود بخود بول رہی ہے۔

جناب عالی۔ جب نیند کا ارادہ کرے تو نیت کر کہ عالم بطون میں جا رہا ہوں اور اپنی حقیقت کی طرف رجوع کر رہا ہوں اور جب بیدار ہو تو یہ خیال کر کہ عالم ظہور میں آیا ہوں اور بطون سے ظہور میں نمودار ہوا ہوں، اور چاہیے کہ رات کے پچھلے پہر اُٹھے اور استغفار پڑھے اور کہے کہ اے میری حقیقت مجھے اپنی ذات تک پہنچا اور مجھ کو مجھ سے نہ چھپا اور دوئی سے باہر نکال۔ اور نماز تہجد ادا کر اور سورہ یٰسین اگر یاد ہو تو تہجد کی نماز میں پڑھا کر، کہ یہ ہمارے دین اور دنیا کے پیشواؤں کا پسندیدہ عمل ہے۔ اس کے بعد وحدت کے مراقبے میں مشغول ہو جا، تا کہ نماز فجر کا وقت ہو جائے اور جب نماز فجر سے فارغ ہو جائے تو سورج نکلنے تک، چاہے یا نہ چاہے لیکن اپنے آپ پر جبر کر کے قبلہ رو ہو کر مراقبہ وحدت میں بیٹھے رہنا چاہیے۔ جب سورج نکل کر شہر کے در و دیوار اور درختوں سے بلند ہو کر نظر آنے لگے، چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ ادا کر اور سورہ یٰسین ایک بار پڑھ اور اگر سورہ یٰسین ان چار رکعتوں میں پڑھ سکے تو زیادہ بہتر ہے، اسی طرح ہر نماز کے بعد سورہ یٰسین پڑھا کر کہ اس کے بہت سارے فائدے ہیں البتہ نماز فجر کے وقت قرآن مجید میں فکر وحدت ہو سکے تو اچھا ہے۔ اور جان، کہ خود اپنی عبادت کر رہا ہے اور خود اپنا کلام پڑھ رہا ہے، البتہ ضرورت کے وقت یعنی نماز کے ارکان کا خیال رکھے اور بول کہ اے میری حقیقت مجھے اپنے تک پہنچا اور مجھ سے نہ چھپا اور مجھ کو میں اور دوئی سے باہر لے آ۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ سالک کے لیے تمام آداب طریقت ضروری ہیں، ان آداب کی تفصیل لکھنے کی اس رسالے میں گنجائش نہیں ہے کہ اختصار مطلوب ہے، البتہ جو کچھ کہ لکھنا طالب کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ نیند کم کرے جب ضروری ہو اور نیند کا غلبہ ہو تب جیسا کہ میں نے لکھا تھوڑی سی نیند کرے اور کھانا اور پانی چاہیے کہ بہت کم ہو یعنی رات دن میں ایک بار۔ اور اگر روزے سے رہے تو بہتر ہے، طالب کو چاہیے حرام یا مشکوک لقمہ سے بچے کہ ناجائز لقمہ دوئی جدائی اور وہم باطل کے اسباب میں سے ہے اور جو چیزیں شریعت میں ممنوع ہیں اور طریقت میں بڑی ہیں وہ سب ایسی ہی ہیں یعنی طالب کے لیے نقصان دہ ہیں، اس قاعدے کو اچھی طرح یاد رکھ کہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب عالی۔ تجھے چاہیے کہ باتیں کم کرے، تنہائی اور بیابان میں اکیلا وحدت کا مراقبہ اور ملاحظہ کرتا رہے۔

جناب عالی۔ زیادہ باتیں کرنا دل کو ہلا دیتا ہے اور خیالات پریشان ہوتے ہیں اور وحدت اور یگانگی حاصل کرنے سے غافل کر دیتی ہے، ضرورت کے بغیر ایک حرف بھی مت بول اور جو بھی بات کرے مختصر کرے اور وحدت کے خیال کو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے سے جدا مت کر، جب مجلسوں میں بیٹھے تو زیادہ مقید ہو کر نہ بیٹھ، مبادا غفلت واقع ہو جائے اور کوشش کر کہ بہ کثرت وحدت کا آئینہ بن جائے اور مضبوط ہو جائے۔

جناب عالی۔ اس خیال کو خفیہ رکھنے کے لیے ہر ممکن حد تک تنہا رہنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ باتیں ہر کسی پر ظاہر نہیں کرنی چاہیے البتہ اپنے خاص لوگوں سے کی جا سکتی ہیں۔

جناب عالی۔ اپنی اولاد اور غلام اور آشنا اور بیگانہ اور دشمن اور دور سے آشنائی وحدت کے لحاظ سے کرنی چاہیے اور سب کو اخلاص کی نظر اور حقیقت بین آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔

جناب عالی۔ جنگ و جدل کو مطلق ختم کر دے اور انکار کلی طور پہ باہر نکال دے، تا کہ وحدت ظہور فرمائے اور بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ غصہ اور غضب ظاہر نہ ہو، لڑائی جھگڑے اور مار کٹائی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، سب کو معذور سمجھنا چاہیے۔ یعنی گھر میں اور گھر سے باہر اپنے فرزندوں اور متعلقین اور بیگانوں کے ساتھ آب حیات کی طرح رہنا چاہیے، اگر کوئی تجھ سے برائی کرنے تو، تو اس سے ہرگز اپنا دل میلا نہ کر اور غمگین نہ ہو اور اس کو اپنی طرف سے خوش اور راضی رکھ اور اس کو برائی کا بدلہ نیکی سے دے، طریقت میں یہ اصل کلیہ ہے۔

جناب عالی۔ طالب کا حال ان دو حالوں سے خالی نہیں ہوتا، ظاہری تعلقات رکھے یا نہ رکھے، اگر ظاہری تعلقات نہیں رکھتا تو اس کا کام آسان ہے، اس کو چاہیے کہ سب سے جدا ہو کر خلوت میں یا بیابان میں بیٹھ جائے اور اپنی حقیقت کی طرف متوجہ ہو، اس وقت کہ حقیقت جلوہ فرمائے اور دوئی کا وہم ختم ہو جائے، اب جو روش بھی رکھے گا اس کی گنجائش ہے، اور اگر ظاہری تعلقات رکھتا ہے اور شرعی حقوق کی طرف متوجہ ہے، اس کو چاہیے کہ بقدر ضرورت ظاہری تعلقات کو وقت دے، لیکن چاہیے کہ بہت زیادہ احتیاط کرے کہ شریعت اور طریقت کے خلاف کچھ بھی واقع نہ ہونے پائے اور ملاحظہ وحدت سے جو کہ حقیقت ہے بالکل غفلت واقع نہ ہو، ضروری ہے کہ راتیں جاگ کر اس کام میں بہت زیادہ کوشش کرے اور مراقبہ وحدت میں مشغول رہے، اور روزانہ چند گھڑیاں اس کام کے لیے مقرر کرے اور پھر روز بروز وقت بڑھاتا جائے، اس وقت تک کہ یہ حال غلبہ حاصل کرے اور سب سے آزاد ہو جائے۔

جناب عالی۔ جب وحدت کا حال غالب آئے اور لطف الٰہی ظہور فرمائے تب تیری طرف سے سارے حقوق ادا ہو جائیں گے تجھے کسی شخص اور کسی چیز سے غرض نہیں رہے گی، خدا تیرا کارساز بن جائے گا، تو نہیں ہوگا، وہ ہوگا اور تو درمیان میں نہیں ہوگا۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ سالک کے لیے تمام آداب طریقت ضروری ہیں، ان آداب کی تفصیل لکھنے کی اس رسالے میں گنجائش نہیں ہے کہ اختصار مطلوب ہے، البتہ جو کچھ کہ لکھنا طالب کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ نیند کم کرے جب ضروری ہو اور نیند کا غلبہ ہو تب جیسا کہ میں نے لکھا تھوڑی سی نیند کرے اور کھانا اور پانی چاہیے کہ بہت کم ہو یعنی رات دن میں ایک بار۔ اور اگر روزے سے رہے تو بہتر ہے، طالب کو چاہیے حرام یا مشکوک لقمہ سے بچے کہ ناجائز لقمہ دوئی جدائی اور وہم باطل کے اسباب میں سے ہے اور جو چیزیں شریعت میں ممنوع ہیں اور طریقت میں بری ہیں وہ سب ایسی ہی ہیں یعنی طالب کے لیے نقصان دہ ہیں، اس قاعدے کو اچھی طرح یاد رکھ کہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب عالی۔ تجھے چاہیے کہ باتیں کم کرے، تنہائی اور بیابان میں اکیلا وحدت کا مراقبہ اور ملاحظہ کرتا رہے۔

جناب عالی۔ زیادہ باتیں کرنا دل کو ہلا دیتا ہے اور خیالات پریشان ہوتے ہیں اور وحدت اور یگانگی حاصل کرنے سے غافل کر دیتی ہے، ضرورت کے بغیر ایک حرف بھی مت بول اور جو بھی بات کرے مختصر کرے اور وحدت کے خیال کو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے سے جدا مت کر، جب مجلسوں میں بیٹھے تو زیادہ مقید ہو کر نہ بیٹھ، مبادا غفلت واقع ہو جائے اور کوشش کر کہ بہ کثرت وحدت کا آئینہ بن جائے اور مضبوط ہو جائے۔

جناب عالی۔ اس خیال کو خفیہ رکھنے کے لیے ہر ممکن حد تک تنہا رہنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ باتیں ہر کسی پر ظاہر نہیں کرنی چاہیے البتہ اپنے خاص لوگوں سے کی جا سکتی ہیں۔

جناب عالی۔ اپنی اولاد اور غلام اور آشنا اور بیگانہ اور دشمن اور دور سے آشنائی وحدت کے لحاظ سے کرنی چاہیے اور سب کو اخلاص کی نظر اور حقیقت بین آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔

جناب عالی۔ جنگ و جدل کو مطلق ختم کر دے اور انکار کلی طور پر باہر نکال دے تاکہ وحدت ظہور فرمائے اور بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ غصہ اور غضب ظاہر نہ ہو، لڑائی جھگڑے اور مار کٹائی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، سب کو معذور سمجھنا چاہیے۔ یعنی گھر میں اور گھر سے باہر اپنے فرزندوں اور متعلقین اور بیگانوں کے ساتھ آب حیات کی طرح رہنا چاہیے، اگر کوئی تجھ سے برائی کرنے تو، تو اس سے ہرگز اپنا دل میلا نہ کر اور غمگین نہ ہو اور اس کو اپنی طرف سے خوش اور راضی رکھ اور اس کو برائی کا بدلہ نیکی سے دے، طریقت میں یہ اصل کلیہ ہے۔

جناب عالی۔ طالب کا حال ان دو حالوں سے خالی نہیں ہوتا، ظاہری تعلقات رکھے یا نہ رکھے، اگر ظاہری تعلقات نہیں رکھتا تو اس کا کام آسان ہے، اس کو چاہیے کہ سب سے جدا ہو کر خلوت میں یا بیابان میں بیٹھ جائے اور اپنی حقیقت کی طرف متوجہ ہو، اس وقت کہ حقیقت جلوہ فرمائے اور دوئی کا وہم ختم ہو جائے، اب جو روش بھی رکھے گا اس کی گنجائش ہے، اور اگر ظاہری تعلقات رکھتا ہے اور شرعی حقوق کی طرف متوجہ ہے، اس کو چاہیے کہ بقدر ضرورت ظاہری تعلقات کو وقت دے، لیکن چاہیے کہ بہت زیادہ احتیاط کرے کہ شریعت اور طریقت کے خلاف کچھ بھی واقع نہ ہونے پائے اور ملاحظہ وحدت سے جو کہ حقیقت ہے بالکل غفلت واقع نہ ہو، ضروری ہے کہ راتیں جاگ کر اس کام میں بہت زیادہ کوشش کرے اور مراقبہ وحدت میں مشغول رہے، اور روزانہ چند گھڑیاں اس کام کے لیے مقرر کرے اور پھر روز بروز وقت بڑھاتا جائے، اس وقت تک کہ یہ حال غلبہ حاصل کرے اور سب سے آزاد ہو جائے۔

جناب عالی۔ جب وحدت کا حال غالب آئے اور لطف الٰہی ظہور فرمائے تب تیری طرف سے سارے حقوق ادا ہو جائیں گے تجھے کسی شخص اور کسی چیز سے غرض نہیں رہے گی، خدا تیرا کارساز بن جائے گا، تو نہیں ہوگا، وہ ہوگا اور تو درمیان میں نہیں ہوگا۔

www.mujaddidway.com

جناب عالی۔ دنیا کی صحبت اور اہل دنیا کی صحبت سلوک کی راہ میں نقصان دہ ہے، البتہ جو مجبور ہو اور ضرورت کی وجہ سے دنیا اور اہل دنیا سے قطع تعلق نہیں کر سکتا اس کو بہت احتیاط کرنا چاہیے کہ ایسی کوئی چیز واقع نہ ہو جو شریعت یا طریقت کے خلاف ہو، اور اگر کوئی کوتاہی واقع ہو جائے تو چاہیے کہ رجوع کرے اور اس کا تدارک کرے اور ملاحظہ وحدت ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دے۔

جناب عالی۔ لباس میں تکلف نہیں کرنا چاہیے اور فقر کے لباس میں سے کچھ اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔

جناب عالی۔ دل کو ہمیشہ حاضر رکھنا چاہیے، اور گذشتہ اور آئندہ کو یاد نہیں کرنا چاہیے اور ملاحظہ وحدت کو ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔

جناب عالی۔ جاننا چاہیے کہ کوئی موت وحدت سے غفلت سے بدتر نہیں ہے اور کوئی عذاب اپنی حقیقت سے دوری سے سخت نہیں ہے، اس موت اور اس عذاب سے ڈرتے ہوئے وحدت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ سب ایک ہے اور ایک کے بغیر کوئی موجود نہیں ہے، جس قدر یہ خیال غالب ہے اسی میں سعادت ہے، جب دوئی کے وہم سے باہر آئے گا، اس پر قیامت واقع ہو جائے گی، جنت میں شہود حاصل ہو جائے گا اور تا ابدآلاباد اسی سے آرام حاصل کرے گا۔

جناب عالی۔ ایسی دولت دنیا میں کہیں بھی میسر نہیں ہے، بات یہ ہے کہ تو اس کی کوشش نہیں کرتا اور غافل رہتا ہے۔

جناب عالی۔ قیامت ہر شخص پر اور ہر چیز پر آنے والی ہے، اور یہ رجوع ہے سب کا وحدت کی طرف لیکن اس کے بعد کہ ظہور کل واقع ہو اگرچہ سب اپنے اصل سے باہر آتے ہیں، وہ سرور جو حاصل ہونا چاہیے سب کو حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو یہ سرور حاصل ہوتا ہے جن پر یہاں قیامت گزر چکی ہو، پھر تو تجھے چاہیے کہ کوشش کرے تاکہ وہ حال جس کا وعدہ کیا گیا ہے تجھے یہاں پر حاصل ہو جائے اور پوری طرح آرام حاصل ہو جائے اور وہ سرور جو حاصل ہونا چاہیے تجھے حاصل ہو جائے۔

جناب عالی۔ مقصود یہ ہے کہ دوئی کا وہم دور ہو جائے اور تو نہ رہے، وہ رہے اور بس۔ سارے انبیاء اور اولیاء نے اس پر اتفاق کیا ہے، کتاب الٰہی اور حدیث اور اولیاء کے اقوال میں اس کے بہت دلائل ہیں اور ہر مسلک کے بزرگوں نے یک زبان ہو کر اقرار کیا ہے کہ حق کے بغیر کوئی بھی موجود نہیں ہے، عالم اس کا ظاہر اور اس کا ظہور ہے اور بس۔ ارادہ ہے کہ اس کے بارے میں ثبوت پیش کرنے کے لیے علاحدہ کتاب لکھی جائے اور عقل سلیم سے دلائل استنباط کر کے موقف کو ثابت کیا جائے۔ انشاء اللہ سبحانہ

جناب عالی۔ آج، کہ آخر زمانہ ہے اور قریب ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے، کیوں کہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے انوار اور آثار ظاہر ہوتے ہیں اور توحید کے اسرار خاص و عام کی زبان سے بااختیار اور بے اختیار سمجھ کر اور سمجھے کے بغیر ظاہر ہوں گے۔

طالب کو چاہیے کہ خاطر جمع ہو کر اپنے کو اپنے آپ سے چھپائے اور حقیقت وحدت جیسا کہ ہونا چاہیے اس پر جلوہ گر ہو جائے اور زبانی گفتگو پر اکتفا نہ ہو۔

جناب عالی۔ اللہ جل جلالہ مطلق اور محمد ﷺ برحق ہیں۔ والسلام

تمت

www.mujaddidway.com

رسالهٔ نورِ وحدت تصنیف حضرت خواجہ عبد اللہ

المعروف بخواجہ خرد

خلف حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہم

این رسالہ نورِ وحدت من تصنیفات حضرت قدوۃ المحققین برہان المدققین عارف باللہ خواجہ عبید اللہ المعروف بخواجہ خرد قدس اللہ سرہ و حشرہ و افاض علی الطالبین فتوحہ، شب جمعہ مبارک روز عرس خواجہ بہاء الحق والملۃ والدین المعروف بہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز سوم ربیع الاول سنہ ہزار و پنجاہ و سہ اتفاق شروع در اظہار این اسرار واقع شد۔ الحمد للہ کہ حقیقت از آفتاب روشن تر است و جمال وحدت از مرآتِ کثرت بہمہ حال در نظر۔ اما بعد این رسالہ از حقیقتِ تو بسوے تست۔ اگر بچشم ہمت مطالعہ او فرمائی چنان دانم کہ از صورت بحقیقت و وجد موہوم از میانہ برخیزد۔

اے سید یکے از بعد خبر دہد و آنرا وجہے بود و دیگرے از قرب نشان دہد گرداند آنرا نیز سببے باشد حقیقت تو کہ بزبان این رسالہ با تو حرف می زند بوحدت اطلاع دہد کہ آنجا نہ بعد است و نہ قرب۔ و چون وحدت طلوع فرماید بعد و قرب عین وحدت باشد۔ اے سید ہر فرقہ با فرقۂ دیگر در نزاع و جدال است

مگر اہلِ وحدت کہ ایشان با ہم یکے اند اگرچہ ہیچکدام با ایشان یکے نیست اے سید اہلِ وحدت از مذاہب مختلفہ متضادہ و مشارب متنوعہ متناقضہ مشربے عذب لطیف روحانی و مذہبے عام و شامل حال وجدانی انتزاع نمائند و ایشان را جز این مذہبے خاص و مشربے مخصوص نیز باشد چنانچہ در گفتگو در آید۔ و گفتہ شود کہ متکلم چنین گفت و حکیم چنین و صوفی چنان۔ اے سید وحدت باطن کثرت است و کثرت ظاہر وحدت و حقیقت در ہر دو یکے است اے سید موجود یکے است کہ بصورتِ کثرت موہوم می نماید اے سید ترا از وحدت بکثرت آوردہ اند و از یگانگی بہ دوئی والفود بجہت حکمتے کہ او سبحانہٗ داند و بندگانِ خاص او نیز با علام او دانند و ترا چنان ساختند کہ از وحدتِ سابقہ ہیچ خبرے نہ داری و از آن حال اثرے در تو پیدا نیست بلکہ تمام عالم را حق سبحانہٗ و تعالیٰ از وحدت بکثرت آوردہ بعد از آن چندے از بندگان را بے واسطہ بخود آشنا کردہ از کثرت بوحدت بردہ و راہِ وصول از کثرت بہ وحدت تعلیم فرمودہ بکثرت فرستادہ چنانچہ ایشان در کثرت وحدت می دیدند۔ و ایشان را فرمود کہ بدیگران تعلیم این طریقہ نمایند ایشان امتثال امر نمودہ اعلام آن طریق نمودند ہر کہ بدان راہ عمل کردہ و پیروی آن جماعۂ بزرگواران نمودہ از کثرت بوحدت پیوست و از دوگانگی بہ یگانگی رسید۔ آن جماعۂ بزرگواران انبیاء اند و آن راہ وصول

www.mujaddidiway.com

شریعت و طریقت است۔ اے سید شریعت عبارت از فعلے چند
چند است کہ آن را در کتب فقہی بیان کردہ اند و طریقت عبارت از تہذیب
اخلاق است یعنی تبدیل اوصاف ذمیمہ بہ اوصاف حمیدہ کہ آنرا سفر
نیز گویند و تعبیر بہ سلوک نمایند و آن در کتب مشائخ مخصوص در کتب امام
غزالی بتفصیل مذکور است و بعضے از آداب و اشغال کہ مشائخ آن
کردہ اند داخل طریقت است۔ اے سید احکام شرعی کہ مبناے آن
است بخاصہ موصل بوحدت است و سر آن را خدا داند۔ خاصہ آن او
اعمال کہ مربوط بکثرت بود بسوے وحدت اشارت است بہ آن
وحدت است بفہم۔ اے سیّد نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و امثال آن
موصل بوحدت اند بخاصیت و ایصال آنہا بوحدت وقتے است کہ خا
لِلّٰہ مودی شوند چنانچہ شرط کردہ اند و معنی لِلّٰہ درین باب ہمہ کس را
در نگنجد و ہر کس را تا کدام معنی بخاطر رسد اما آنچہ طالب وحدت
ضروری است آنست کہ تصور کند کہ نیت کردم کہ نماز گذارم یا روزہ
گیرم مثلاً براے حقیقت حو و وجود او یعنی یافت او کہ او را گم کردہ ام
می خواہم کہ بوسیلۂ این عبادت وحدت کہ عین اللہ است ظہور نماید
اے سیّد عابد اوست و معبود اوست۔ عابد اوست در مرتبہ تقید و معبود
در مرتبۂ اطلاق و مراتب و تمیز در مراتب از امور عقلیہ است و موجود

مگر یک حقیقت کہ ہستی صرف است بفہم اے سیّد چون نیک نگری اخلاق
ذمیمہ کہ رفع آنہا در طریقت واجب است ہمہ مبنی و مشعر است از بیگانگی و
دوئی و اخلاق حمیدہ کہ تحصیل آنہا لازم ہمہ مجرد و معلم است از اشیاے
یگانگی پس طالب وحدت را چارہ نیست از شریعت و طریقت۔ اگرچہ سِرّ
ایصال در اول او را معلوم نباشد و در ثانی اگر تاملے نماید بشرط مناسبت
غالباً بفہم چنانچہ اشارتے کردیم بہ آن اے سیّد این ہمہ اشغال و اذکار
و مراقبات و توجہات و طریق سلوک کہ مشائخ وضع فرمودہ اند براے رفع
اثنینیت موہومہ است۔ پس بدانکہ فاصل میانِ وحدت کہ حق است و کثرت
کہ خلق است جز وہم و خیال نیست و بحقیقت وحدت است کہ بصورت کثرت
می نماید۔ و یکییت کہ بسیار در نظر می در آید۔ چنانچہ احول یکے را دو می بیند
چنانچہ نقطہ جوالہ بصورتِ دائرہ دیدہ می شود و چنانچہ قطرۂ بارانِ نازل
بشکل خط در نظر در آید پس وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت
یعنی عابد کہ در کثرت است ہمان وحدت است بذات و صفاتِ خود در افعال
و آثار اے سیّد عارف رفیع المرتبہ می فرمود کہ درویشی تصحیح خیال است
یعنی غیر حق در دل نماند الحق خوب می فرمود اے سیّد چون حجاب جز
خیال نیست رفع حجاب نیز بخیال باید کرد و شب و روز در خیالِ وحدت
باید بود۔ اے سیّد اگر سیادت می خواہی واحد شو و واحد باش

شریعت و طریقت است۔ اے سید شریعت عبارت از فعلے چند
چند است کہ آن را در کتب فقہی بیان کردہ اند و طریقت عبارت از تہذیب
اخلاق است یعنی تبدیل اوصاف ذمیمہ بہ اوصاف حمیدہ کہ آن را سیر و
نیز گویند و تعبیر بہ سلوک نمایند و آن در کتب مشائخ مخصوص در کتب امام
غزالی رح بتفصیل مذکور است و بعضے از آداب و اشغال کہ مشائخ آن را
کردہ اند داخل طریقت است۔ اے سید احکام شرعی کہ مبنائے آن
است بخاصہ موصل بوحدت است و سر آن را خدا داند و خاصیت این اولیس
اعمال کہ مربوط بکثرت بود بسوئے وحدت اشارت است بہ آنکہ
وحدت است فافہم۔ اے سیّد نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و امثال آن
موصل بوحدت اند بخاصیت و ایصال آنہا بوحدت وقتے است کہ
للہ مودی شوند چنانچہ شرط کردہ اند و معنی للہ درین باب ہمہ کس
در نگنجد و ہر کس را تا کدام معنی بخاطر رسد اما آنچہ طالب وحدت
ضروری است آنست کہ تصور کند کہ نیت کردم کہ نماز گذارم یا روزہ
گیرم مثلاً برائے حقیقت جود و وجودِ او یعنی یافتِ او کہ او را گم کردہ ام
می خواہم کہ بوسیلۂ این عبادت وحدت کہ عین اللہ است ظہور نماید
اے سیّد عابد اوست و معبود اوست۔ عابد اوست در مرتبۂ تعین و معبود او
در مرتبۂ اطلاق و مراتب و تمیز در مراتب از امور عقلیہ است و لوجود

مگر یک حقیقت کہ ہستی صرف است فافہم اے سیّد چون نیک نگری اخلاق
ذمیمہ کہ رفع آنہا در طریقت واجب است ہمہ مبنی و مشعر است از بیگانگی و
دوئی و اخلاقِ حمیدہ کہ تحصیل آنہا لازم ہمہ مجرد و معلم است از اشیائے
یگانگی پس طالبِ وحدت را چارہ نیست از شریعت و طریقت۔ اگرچہ سِرّ
ایصال در اول او را معلوم نباشد و در ثانی اگر تاملے نماید بشرطِ مناسبت
غالباً بفہم چنانچہ اشارتے کردیم بہ آن اے سیّد این ہمہ اشغال و اذکار
و مراقبات و توجہات و طریقِ سلوک کہ مشائخ وضع فرمودہ اند برائے رفع
اثنینیتِ موہومہ است۔ پس بدانکہ فاصل میانِ وحدت کہ حق است و کثرت
کہ خلق است جز وہم و خیال نیست و بحقیقت وحدت است کہ بصورت کثرت
می نماید۔ و یکیست کہ بسیار در نظر می در آید۔ چنانچہ احول یکے را دو می بیند
چنانچہ نقطۂ جوالہ بصورتِ دائرہ دیدہ می شود و چنانچہ قطرۂ بارانِ نازل
بشکل خط در نظر در آید پس وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت
یعنی عابد کہ در کثرت است ہمان وحدت است بذات و صفاتِ خود در افعال
و آثار اے سیّد عارفی رفیع المرتبہ می فرمود کہ درویشی تصحیح خیال است
یعنی غیر حق در دل نماند الحق خوب می فرمود اے سیّد چون حجاب جز
خیال نیست رفع حجاب نیز بخیال باید کرد و شب و روز در خیالِ وحدت
باید بود۔ اے سیّد اگر سیادت می خواہی واحد شو و واحد باش

www.mujaddidway.com

وواحد شدن آنست که توهم از دوئی برآئی. وواحد بودن آنست
که بوحدت وو در وحدت همیشه باشی وتفرقهٔ خاطر وغم واندوه از
دوئی است چون دوئی از نظر برود آرام وقرار میسر گردد وچنانکه تا ابد هیچ
غم وبلا نه گردد. ودر دو جهان آسودگی حاصل شود چه آسودگی در سلامت است
اے سیّد چون بحقیقت توحید برسی ووحدت صفتِ تو گردد دانی
که نسبتِ تو بحق بعد از سلوک هیچ نیفزوده است. همان نسبت است که پیش
از سلوک بوده بلکه نسبت تو پیش از وجود وبعد از وجود نیز یکیست. اے سیّد
انشے پیدا کردی ویقینے بهم رسانیدی که هیچ آب وآتش زائل نه گرد
یا از ازل تا به ابد حق موجود است ولیس هرگز دیگرے موجود نه شده ولوهم
ل اعتبارے ندارد. زید را بیماری پیدا شد که خود را عمرو دانست
ز مردم اوصافِ زید شنیده در طلب او شد. چون بعلاج هائے خوب
بری او در غ شد عمرو هیچ جا نبود وزید بود. پس سیمرغ قصد سیمرغ نمودند
ن بمنزل گاه رسیدند خود را سیمرغ دیدند. پس حق تعالیٰ را خود را [illegible]
ومی دانست. این حقیقتهائے چیزها است بعد ازان به آن صفتها
در او نمود آن عالم این است این جا غیر کجا است وغیر کجا موجود شد
اے سیّد چون حقیقتِ کار این چنین دانستی ومعلوم تو شد که قرب و
بعد ومساوات همه از توهم است که دوری بود تا نزدیکی حاصل شود.

که جدائی داشتے تا بیهوشگی پیدا کند در عالم اگر هزار سال فکر کنی غیر حقیقتِ
مطلقه که عین وحدت است هیچ چیز نیابی. بلکه هیچ ذاتے وهیچ صفتے وهیچ
جهتے چه خارجی وچه ذهنی وچه وهمی هم نه رسد که غیر او بود همه اوست و
اوست همه. اے سیّد هرچه در ادراک می در آید اوست وهرچه در
نمی در آید هم اوست آنچه او را وجود گویند ظهور اوست وآنچه او را
عدم گویند بطونِ اوست اول اوست آخر اوست باطن اوست
ظاهر اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست منزّه
اوست مشبّه اوست. اے سیّد باآنکه همه اوست از همه پاک است
این اطلاق او نسبتے دیگر است. غیر آن اطلاق که او همه است با عین درین
اطلاق هیچ کشفے وعقلے وفهمے نرسد ویُحَذِّرُکُمُ اللهُ نَفْسَهٗ اینجا است
اے سیّد شهود در مراتبِ ظهور است وگاہے از مراتب بیرون بود واین
شهود کالبرق الخاطف باشد ودوام او مستحیل است وحصولِ او وعدم
او مقتضائے جامعیتِ انسانی است که مظهر اتم است. اے سیّد عارف
را بالا تر ازین مقام نیست ودرین مقام فنائے کلی وانعدام صرف است
ودرین از اقسامِ کلیه قیامت است. اے سیّد این معارف درین مقام
تقریب نوشته شد. آنچه سالک را ضروری است همان فکر وحدت است
که بالا نوشته شد باید که شب و روز درین سعی باشد که کثرتِ موهومه که

www.mujaddidway.com

و واحد شدن آن است کہ توہم از دوئی بر آئی۔ و واحد بودن آن است
کہ بر وحدت و در وحدت ہمیشہ باشی و تفرقۂ خاطر و غم و اندوہ از
دوئی است چون دوئی از نظر برود آرام و قرار میسر گردد و چنانکہ تا ابد ہیچ
غم مبتلا نہ گردد۔ و در دو جہان آسودگی حاصل شود چہ آسودگی در علم است
اے سیّد چون بحقیقتِ توحید برسی و وحدت صفتِ تو گردد دانی
کہ نسبتِ تو بحق بعد از سلوک ہیچ نیفزودہ است۔ ہمان نسبت است کہ پیش
از سلوک بودہ بلکہ نسبتِ تو پیش از وجود و بعد از وجود نیز یکیست۔ اے سیّد
دانستے پیدا کردی و یقینے بہم رسانیدی کہ ہیچ آب و آتش زائل نہ گردد
از ازل تا بہ ابد حق موجود است و بس ہرگز دیگرے موجود نہ شدہ و توہم
را اعتبارے ندارد۔ زید را بیماری پیدا شد کہ خود را عمرو دانست
از مردم اوصافِ زید شنیدہ در طلب او شد۔ چون بعلاج ہائے خوب
بیماری او رفع شد عمرو را ہیچ جا نبود و زید بود۔ پس سیمرغ قصد سیمرغ نمودند
بمنزل گاہ رسیدند خود را سیمرغ دیدند پس حق تعالیٰ خود را اعیانِ ثابتہ
می دانست۔ این حقیقتہائے چیزہا است بعد از آن بہ آن صفتہا
ظاہر شد و آن عالم این است این جا غیر کجا است و غیر کجا موجود شد
اے سیّد چون حقیقتِ کار این چنین دانستی و معلوم تو شد کہ قرب و
بُعد و مسافات ہمہ از توہم است کہ دُوری بود تا نزدیکی حاصل شود۔

کہ جُدائی داشتے تا پیوستگی پیدا کند در عالم اگر ہزار سال فکر کنی غیر حقیقتِ
مطلقہ کہ عین وحدت است ہیچ چیز نیابی۔ بلکہ ہیچ ذاتے و ہیچ صفتے و ہیچ
جنبے چہ خارجی و چہ ذہنی و چہ وہمی بہم نہ رسد کہ غیر او بود ہمہ اوست و
اوست ہمہ۔ اے سیّد ہر چہ در ادراک می در آید اوست و ہر چہ در
نمی در آید ہم اوست آنچہ او را وجود گویند ظہور اوست و آنچہ او را
عدم گویند بطونِ اوست اول اوست آخر اوست باطن اوست
ظاہر اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست منزّہ
اوست مشبّہ اوست۔ اے سیّد با آنکہ ہمہ اوست از ہمہ پاک است
این اطلاق او نسبتے دیگر است۔ غیر آن اطلاق کہ او ہمہ است با عین درین
اطلاق ہیچ کشفے و عقلے و فہمے نرسد و یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اینجا است
اے سیّد شہود در مراتب ظہور است و گاہے از مراتب بیرون بود و این
شہود کالبرق الخاطف باشد و دوام او مستحیل است و حصول او و عدم
او مقتضائے جامعیتِ انسانی است کہ مظہر اتم است۔ اے سیّد عارف
را بالاتر ازین مقام نیست و درین مقام فنائے کلی و انعدام صرف است
و دین از اقسام کلیہ قیامت است۔ اے سیّد این معارف درین مقام
تقریب نوشتہ شد۔ آنچہ سالک را ضروری است ہمان فکر وحدت است
کہ بالا نوشتہ شد باید کہ شب و روز درین سعی باشد کہ کثرتِ موہومہ کہ

بعنوانِ غیریت در نظر می در آید از نظر ساقط شده مرآتِ وحدت شود
و سالک جز یکے نہ بیند و جز یکے نہ داند و جز یکے نخواند۔ اے سیّد طریقِ
دیگر اینست کہ لا الٰہ یعنی ہمہ چیزہا کہ مشہود اند نیستند باین معنی کہ گم اند در
وحدتِ ذات و مستہلک اند در روے اِلّا اللّٰہ یعنی وحدتِ ذات بصورت
این چیزہا ظاہر ہست و در نظرہا مشہود۔ پس اشیاے باطن اند و او ظاہر ہست
در اشیاء پس او ہم ظاہرِ اشیاء باشد و ہم باطنِ اشیاء زیرا اشیا جز ظاہر باطن
چیزے دیگر نیست۔ پس اشیاء اشیاء نباشند بلکہ حق باشد و نامِ اشیاء بر اشیاے
اعتباری بود کہ آن نیز عینِ حق ہست۔ اے سیّد طریقِ مراقبہ از کلماتِ طیبہ
بوجوہِ مختلفہ می توان فہمید۔ مراقبہ عبارت از ملاحظۂ معنی وحدت ہست بہر وجہ
کہ توان کرد۔ اگر ملاحظۂ الفاظ و تخیلِ آنہا واسطۂ تعقلِ معانی گردد آنرا ذکر گویند
الفاظ ہر چہ بود خواہ لا الٰہ الا اللّٰہ و خواہ لفظ اللّٰہ تنہا و اگر بے تخیلِ الفاظ
تعقلِ معانی کند مراقبہ و توجہ بود۔ و وجوہِ آن بسیار ہست چنانچہ از کتبِ بزرگان
معلوم توان کرد مقصود آن ہست کہ معنی وحدت در دل قرار گیرد۔ و ذکرِ لفظ
اللّٰہ چنان ہست کہ بحقیقتِ قلبیہ و بتوسطِ تصورِ مضغہ متوجہ گشتہ ازین حیثیت
کہ آن حقیقتِ قلبیہ مظہرِ حق ہست تخیلِ لفظ اللّٰہ کنند و بر وے اطلاق نمایند
اے سیّد اگر بخود متوجہ شوی و توانی این توجہ را در دست کرد کار با آسانی
صورت می گیرد۔ اے سیّد بدنِ تو صورت و مظہرِ روحِ تست و غیرِ او نیست

روحِ تو مظہرِ صورتِ حق ہست و غیرِ او نیست و این ہر دو صورت جسمی و روحی
موہوم اند چون لفظ اللّٰہ بخیال گوئی و بآن حقیقت کہ بصورتِ این دو موہوم ظاہر
ہست متوجہ گردی و دانی کہ من ہمانم امید ہست کہ شہود شہادت وحدت در
کثرت میسر شود۔ و ہر چہ در نظرِ تو در آید باید کہ بدانی کہ صورتے دارد و روحے
دارد و حقیقتے دارد چہ صورتِ او ملک ناسوت اوست و روحِ او ملکوت
اوست و حقیقتِ او جبروت و لاہوت اوست کہ عبارت از ذات و صفاتِ
حق ہست۔ یعنی وجہِ خاص بآن شے کہ عینِ حقیقتِ مطلقہ ہست اے سیّد
جبروت صفات ہست و لاہوت ذات ہست و صفات غیرِ ذات نیست
آرے در کشف و شہود اعتباری مغایرتے روے می دہد و آن در مقامِ
حصولِ تجلیاتِ صفاتیہ و ذاتیہ ہست و تا اینجا ذات و صفات را در یک
مرتبہ اعتبار کردیم بجہتِ عینیتہ۔ اے سیّد عالمِ علمِ حق ہست کہ بتجلی ذات
کہ الف اشارت باوست ظہور نمودہ و علم عینِ ذات ہست اے سیّد
حقیقتِ مطلقہ ظہورات بے نہایت دارد اما کلیاتِ او پنج ہست ظہورِ اول
ظہورِ علمِ اجمالی ہست۔ ظہورِ دوم ظہورِ علمِ تفصیلی۔ ظہورِ سوم ظہورِ صورِ روحانیہ
ہست۔ ظہورِ چہارم ظہورِ صورِ مثالیہ ظہورِ پنجم ظہورِ صورِ جسمانیہ ہست۔ و اگر ظہورِ
انسانی را جدا گیری ظہوراتِ کلیہ شش بود این ظہورات را تنزلاتِ خمسہ
یا ستہ گویند و حضرات نیز گویند۔ اے سیّد انسان جامعِ ہمہ ظہورات ہست

www.mujaddidiway.com

وبیانِ این جامعیت بوجوہ کثیرہ می توان کرد۔ اے سید باید کہ بدانی کہ حقیقتِ انسانی درہمہ مراتب بصورتے کہ مناسب آن مرتبہ ظہورے دارد ہمہ حقائق صورِ آن حقیقت است و این حقیقت بمرتبہ مقدم است برہمہ حقائق اگرچہ بظہور پایانِ ازہمہ افتادہ است۔ اے سید سورۂ فاتحہ اول قرآن مجید است اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ واقع شدہ ومعنی او آنست کہ جنس حامدیت ومحمودیت مخصوص اوست یعنی حامد اوست ومحمود اوست بہر حال وبہر صفت وبہر جا وبہر صورت غیر او حامدے ومحمودے نیست۔ اے سیّد اول سورۂ بقرہ الٓمّٓ واقع شدہ الف اشارہ است باحدیۃ کہ الف اول است ولام اشارہ بعلم کہ لام وسطِ اوست ومیم اشارہ بعالم کہ میم آخرِ اوست یعنی احدیۃ صورتِ علم گرفت وعلم صورتِ عالم۔ اے سیّد آنچہ ترا ضروری است تعقل معانی وحدت است وپیوستہ دران مراقب بودن وتفصیل این معارف دانستن دراول امر ہیچ درکار نیست۔ چون بعنایتِ الٰہی معنی وحدت در دل بنشیند وخیالِ دوئی مرتفع گردد ترا صفائی رُو خواہد داد۔ کہ ہمہ علوم وحقائق بر تو مکشوف خواہد شد وخافیہ نخواہد ماند تاکثرت از نظر نہ رفتہ وتوہم دوئی باقیست علوم صحیحہ مشکل است کہ روے نماید۔ اے سیّد چندروزے ریاضتے برخود باید گرفت والفاس مصروف این اندیشہ باید ساخت تا خیالِ باطل ازمیان بدر رود وخیالِ حق بجاے آن نشیند

اے سیّد تا این خیال درتو قرار نگرفتہ است وظاہر وباطن ترا فرونگرفتہ ہیچ چیز متوجہ نباید شد۔ چون این حال قرار گرفت وتفرقہ ودوئی برطرف شد ہیچ چیز ترا مزاحم نمی تواند شد چہ موہوم وباطل موجود حق را مزاحم نہ شود۔ اے سید نسبتِ حق بعالم چون نسبتِ آب بہ برف است بلکہ نزدیک تر ازان باید دانست ویا چون نسبتِ طلا بزیورہا کہ از دراست کنند یا چون نسبتِ گل بظروف کہ از گل ساختہ شود وانہا ہمہ گلیست۔ اے سیّد رابطہ میان عالم وحق ہمہ کلمۂ من است چہ عالم ازو ناشی است وباری وہم کلمۂ الی است چہ عالم بسوے او راجع است واین صدور ورجوع ہم در ازل وہم در ابد است وہم درجمیع آنات زمانی چہ درہر آن عالم بحقیقت رود واز حقیقت بر آید چون موج از دریا وہم کلمۂ فی است چہ عالم در حق است وحق در عالم کہ بوجہ آن مظہر است وبوجہے این مظہر وہم کلمۂ مع است چہ معیتِ ذاتی وصفاتی وفعلی بے شبہہ متحقق است وہم کلمۂ ہو چہ عالم عین حق است وحق عین عالم۔ وہم کلمۂ لیس چہ بوجہے عالم عالم است وحق حق نہ عالم حق است ونہ حق عالم۔ اے سیّد بوجہے از ہمہ روابط منزہ است ومیانِ عالم وحق رابطہ نیست۔ این اعتبار را لاتعین گویند۔ اے سیّد ہر کہ حق را بہ این وجہ بشناسد حق را بوجہے ممکن شناختہ باشد۔ اے سیّد اول سالک را باسم ظاہر متوجہ باید شد وبہ یقین باید دانست کہ اوست پیدا بہمہ صورت ومعانی وہیچ صورتے وہیچ معنی نیست۔۔

www.mujaddidiway.com

که جزاو بود این معنی را مکرر نوشته ام بجهة تاکید باز می نویسیم مقصود این ست
که ذکر وحدت لازم خود باید داشت و خود را دران فکر گم می باید کرد چون این
فکر استغراق حاصل شود از اسم باطن نیز بهره مندی خواهد یافت ۔ اے سید
اگر سالها بعبادت وطاعت واذکار اشتغال نمائی واز وحدت غافل باشی از
وصل محرومی اگرچه احوال وکیفیات غریبه روے نماید وانوار و واقعات جلوه گر
گردد ۔ اے سید حالے که آن را وصل توهم کنی وثمره آن حال وحدت نباشد
بحقیقت آن وصل نیست ۔ آنچه ظاهر شده مرتبه الهیت از مراتب ظهور، مقصود حقیقی
که مطلق ست وظاهر در همه و عین همه تا چیزے ظاهر شود و لو جے از وجود باشد
از اشیا عبارت دارد و آن منزل و مقصود نیست ۔ اے سید هرگاه حقیقت
این چنین باشد از اول ترا مراقبه مطلق ضروری ست تا مسافت نه ماند ۔
اے سید تفرقه وجدائی تا زمانے ست که همه را یکے نمی دانی و نمی بینی
چون همه را یکے دانستی و دیدی از تفرقه و دوئی خلاص شد وصل عریان میسر شد ۔
اے سید چون همه را یکے دیدی همه نماند بلکه یکے ماند و بس ۔ اے سید
میان تو و مقصود راه نیست و راه که هست همین ست که تو او را جدا از خود
و غیر از خود میدانی چون دانستی که تو نیستی او ست و بس راه نماند جمعیت دل
و آرزوے دل و معرفت نفس و معرفت حق و فناے مطلق و وصل و کمال قرب
این جا حاصل شد و کار تمام گشت ۔ اے سید چون باین مقام رسیدی که خود را

نه دیدی و او را دیدی آسوده دنیا و آخرت در حق تو یکے شد و فنا و بقا و
خیر و شر و وجود و عدم و کفر و اسلام و موت و حیات و طاعت و معصیت عقب
ماند لبساط زمان و مکان در نوردیده شد ۔ اے سید چون تو نماندی هیچ
چیز نماند که همه چیزها بتو و باندیشه تو وابسته ست ۔ اے سید بدانکه همه چیز
در تست و همه چیز بیرون از تو وجودے ندارد چون خود را از همه چیز خالی کردی
هیچ چیز نماند ۔ اے سید ترا وجود جز در حق نیست و همه چیزها در تو موجود اند
چون خود را بحق بردی و دران دریاے بیکران خود را انداختی یعنی باین صفت
آگاه شدی همه چیزها با تو دران دریا گم شد ۔ اے سید اگر نیک در دے
بدانی که انانیت که از تو سر می زند از تو نیست و تو آن جسم و روح نیستی و تمام
نامها یک انا کوست که انانیت او از همه جا ظهور جلوه گر ست ۔ اے سید
علامت وصول بحقیقت مطلقه آنست که انانیت که از سر تو می زند همه چیزها
انا توان گفت ۔ اینجا معلوم شود که حجاب جز تعین انانیت نیست ۔ اے سید
یک ذات ست که تمام عالم صفت او ست و قائم بدو و آن ذات بدین
صفات ظاهر و پیدا ست ۔ اے سید همان یک ذات ست که ذاتها شد
و همان ذات ست که اول علم خود شده و دیگر بار بصورت علمهاے جهان شد
و همان ذات ست که از قدرت خود و قدرتها ست و همان ذات ست که ارادت
خود دارا و تنها ست و همان ذات ست که سمیع خود و سمعها ست و بصر خود و

بصر ماست و حیاتِ خود و حیاتِ ماست و فعلِ خود و فعلِ ماست و کلامِ خود و
کلامِ ماست و علیٰ ہٰذا القیاس ہمان ذات است کہ ہستی خود و ہستی ماست۔ اے
سید ہر چہ بعالمِ ظہور آمدہ در ذات پوشیدہ بعد از ان ذات بصورت او در علم
خود اولاً در عینِ خود ثانیاً جلوہ فرمود ذات رنگ او گرفت و او رنگِ ذات و
انچہ پوشیدہ بود در ذات بقطع عین ذات بود کہ غیرِ شئے در شئے نبود پس آن ذات
خود بخود معاملت کردہ و عاشقی ورزیدہ و بندگی و خدائی درمیان آورد و کارخانۂ
ازلی و ابدی برپا کرد۔ اے سید تو خود را چنان خیال کن ہنوز آن جائی کہ
بودی در ازل بودی تا آزاد شوی و دیگر ردِ تفرقہ و غم و بلا نہ بینی۔ اے
سیّد روحِ تو اوست کہ باو زندۂ، و دلِ تو اوست کہ باو دانائی و بصرِ تو اوست
کہ باو می نگری و سمعِ تو اوست کہ باو می شنوی و دستِ تو اوست کہ باو می
گیری و پائے تو اوست کہ باو میروی۔ اے سید ہر جزو عضوِ تو از اجزائے
و اعضائے ظاہر و باطن تو اوست کہ تو باو توئی۔ اے سیّد اوئی و توئی و
منی ہر سہ صفت اوست دیگرے درمیان نیست۔ اے سید توحیدِ صفت
واحد است نہ من و تو تا من و تو باقیست اشتراک است نہ توحید اے سیّد
چون تو رفتی فنا است و چون او درمیان آمد بقا است اے سید سلوک
سعی تست در دفعِ اثنینیت و جذبہ رفتنِ تست بوحدت۔ اے سیّد سلوک
و جذبہ و فنا و بقا اسمِ ولایت متحقق است۔ اے سیّد با ہمہ آشنا نیازمندی

کن کہ عین مطلوب تو اند و با دشمن دوستی ورزی کہ او نیز مقصودِ تست۔ اے
سیّد۔ با خود نیز بنظرِ محبت ناظر باش کہ عینِ محبوبی۔ اے سیّد اینہا در سلوک
ضروری است۔ اے سیّد بد و نیک را در دریائے وحدت انداز تا آشنائے
حقیقت شوی۔ اے سیّد سخنِ وحدت را اگر بسیار گویم اندک است و اگر
اندک گویم بسیار است۔ بدایتِ این معرفت در نہایت مندرج و نہایت
این در بدایت مندرج۔ نہ او را بدایت است و نہ نہایت تا چند گویم و تا چند
نویسم نہ من می گویم نہ من می نویسم حقیقت خود بخود در گفتگو ست۔ اے سیّد
چون در خواب شوی نیت کن کہ بعالمِ بطون می روم و رجوع بہ حقیقتِ خود می کنم
چون بیدار شوی بدانکہ بعالمِ ظہور آمدم و از بطون بظہور تنزل نمودم و باید کہ
سحر برخیزی و استغفار کنی و بگوئی کہ اے حقیقتِ من مرا بخود بکش و مرا از من
مپوش۔ و از دوئی برآر۔ و نماز تہجد کنی و سورۂ یٰس اگر یاد داشتہ باشی در نماز
بخوانی کہ مختار خواجہائے دین و دنیائے ماست بعد از ان بفکرِ وحدت
مشغول باش تا نمازِ صبح برسد۔ چون از نماز فارغ شوی تا برآمدنِ آفتاب
خواہ نخواہ مستقبل قبلہ بمراقبۂ وحدت باید بود چون آفتاب طلوع کند چہار رکعت
بدو سلام گذار و سورۂ یٰس یکبار بخوان۔ و اگر در چہار رکعت توانی خواند بہتر
ہمچنین بعد ہر نماز سورۂ یٰس یکبار بخوان کہ فوائد بسیار دارد۔ اما در وقتِ نمازِ
فجر در قرآن مجید فکرِ وحدت دست دہد۔ و بدانکہ خود عبادتِ خود می کنند

www.mujaddidway.com

بصرِ ماست و حیاتِ خود حیاتِ ماست و فعلِ خود و فعلِ ماست و کلامِ خود و
کلامِ ماست و علیٰ ہٰذا القیاس ہمان ذات است کہ ہستیِ خود و ہستیِ ما است ۔ اے
سیّد ہر چہ بعالمِ ظہور آمدہ در ذات پوشیدہ بعد ازان ذات بصورتِ او در علمِ
خود اوّلاً در عینِ خود ثانیاً جلوہ فرمود ذات رنگِ او گرفت و او رنگِ ذات و
آنچہ پوشیدہ بود در ذات بقطع عینِ ذات بود کہ غیرِ شئے در شئے نبود پس آن ذات
خود بخود معاملت کردہ و عاشقی ورزیدہ و بندگی و خدائی درمیان آوردہ و کارخانۂ
ازلی و ابدی برپا کرد ۔ اے سیّد تو خود را چنان خیال کن ہنوز آن جائی کہ
بودی در ازل بودی تا آزاد شوی و دیگر ردِ تفرقہ و غم و بلا نہ بینی ۔ اے
سیّد روحِ تو اوست کہ باو زندہ ، و دلِ تو اوست کہ باو دانائی و بصرِ تو اوست
کہ باو می نگری و سمعِ تو اوست کہ باو می شنوی و دستِ تو اوست کہ باو می
گیری و پائے تو اوست کہ باو میروی ۔ اے سیّد ہر جزو و عضوِ تو از اجزائے
و اعضائے ظاہر و باطن تو اوست کہ تو باو توئی ۔ اے سیّد اوئی و توئی و
منی بر صفتِ اوست دیگرے درمیان نیست ۔ اے سیّد توحیدِ صفتِ
واحد ست نہ من و تو تا من و تو باقیست اشتراک است نہ توحید اے سیّد
چون تو رفتی فنا ست و چون او درمیان آمد بقا ست اے سیّد سلوک
سعی است در رفعِ اثنینیت و جذبہ رفتن است بوحدت ۔ اے سیّد سلوک
و جذبہ و فنا و بقا اہمِ ولایت متحقق است ۔ اے سیّد باہمہ آشنا نیاز مندی

کن کہ عینِ مطلوبِ تو اند و با دشمن دوستی ورزی کہ او نیز مقصودِ تست ۔ اے
سیّد ۔ با خود نیز بنظرِ محبت ناظر باش کہ عینِ محبوبی ۔ اے سیّد ایہام در سلوک
ضروری است ۔ اے سیّد بد و نیک را در دریائے وحدت انداز تا آشنائے
حقیقت شوی ۔ اے سیّد سخنِ وحدت را اگر بسیار گویم اندک است و اگر
اندک گویم بسیار است ۔ بدایتِ این معرفت در نہایت مندرج و نہایتِ
این در بدایت مندرج ۔ نہ او را بدایت است و نہ نہایت تا چند گویم و تا چند
نویسم نہ من می گویم نہ من می نویسم حقیقت خود بخود در گفتگو ست ۔ اے سیّد
چون در خواب شوی نیت کن کہ بعالمِ بطون می روم و رجوع بحقیقتِ خود می کنم
چون بیدار شوی بدانکہ بعالمِ ظہور آمدم و از بطون بظہور تنزل نمودم و باید کہ
سحر برخیزی و استغفار کنی و بگوئی کہ اے حقیقتِ من مرا بخود بکش و مرا از من
مپوش ۔ و از دوئی برآر ۔ و نماز تہجد کنی و سورۂ یٰسٓ اگر یاد داشتہ باشی در نماز
بخوانی کہ مختارِ خواہہائے دین و دنیائے ماست بعد ازان بفکرِ وحدت
مشغول باش تا نمازِ صبح برسد ۔ چون از نماز فارغ شوی تا برآمدنِ آفتاب
خواہ نخواہ مستقبلِ قبلہ بمراقبۂ وحدت باید بود چون آفتاب طلوع کند چہار رکعت
بیک سلام گذار و سورۂ یٰسٓ یکبار بخوان ۔ و اگر در چہار رکعت توانی خواند بہتر
ہمچنین بعد ہر نماز سورۂ یٰسٓ یکبار بخوان کہ فوائد بسیار دارد ۔ اما در وقتِ نمازِ
فجر در قرآن مجید فکرِ وحدت دست دہد ۔ و بدانکہ خود عبادتِ خود می کنند

www.mujaddidiway.com

و خود کلام خود می خواند الا عند الضرورة. و مگو که حقیقتِ من مرا بخود میکشد.
و مرا مپوش از من و از دل برآر. ای سید سالک را ہم آدابِ طریقت
ضروری است تفصیلِ آن آداب درین رساله گنجایش ندارد. از اختصارے که
مطلوب است. اما آنچه طالب را توان نوشت این است که خواب کمتر کند چون
ضرور شود و غالب شود بآن اندیشه که نوشتم خواب کند طعام و شراب باید
که اندک باشد در شبانروز یکبار و اگر صائم بود بهتر است و باید که از پریشانی
لقمه احتراز کند که از اسباب دوئی و بیگانگی و وہم باطل است. ہرچه در شرع
منع است و ہرچه در طریقت بد است ہمه این چنین است این قاعده را نیکو باید
دار که ضروری است. ای سید باید که سخن کمتر کنی و در خلوتها و صحراها تنها
مراقبه و ملاحظهٔ وحدت می کرده باشی. ای سید سخن بسیار کردن دل را
در جنبش آرد و تفرقه بار دہد و از کسب وحدت و یگانگی غافل سازد. و جز
بضرورت حرف مزن. و ہرچه گوئی مختصر گوئی و اندیشهٔ وحدت را یک لمحه از
خود جدا مکن. چون در مجالس نشینی بیشتر مقید مشو مبادا غفلتے واقع شود و سعی
کن تا آن کثرت مرآتِ وحدت شود و مقوی گردد. ای سید در خفاے
این اندیشه خود را به تنهائی حتی الامکان سعی باید کرد و این کلمات را با ہمه کس
نباید نمود مگر با خصوصانِ خود. ای سید با اولاد و غلام و آشنا و بیگانه
و دشمن و دوست آشنائی بوحدت باید کرد. و ہمه را بنظرِ اخلاص و بچشمِ حقیقت

بین باید دید. ای سید نزاع و جدال مطلق از میان بردار و انکار بالکلیه
از میان برطرف کن تا وحدت ظهور نماید و بسیار سعی باید کرد تا خشم و غضب ظهور
نه کند ذلت کردن و زدن خود چه گنجایش دارد و ہمه را معذور باید داشت چه
در خانه و بیرونِ خانه و با فرزندان و متعلقان و بیگانگان مثل آبِ حیات
باید بود اگر کسے با تو بدی کند زنہار از آن دل بد نکنی و نرنجی و او را از خود
خوش و راضی داری و مکافاتِ بدی به نیکوئی کنی. این اصل کلی است در طریقت
ای سید تنها بودن و تنها نشستن دخل تمام دارد در جمعیت. ای سید
حالِ طالب از دو حال خالی نیست. تعلقاتِ ظاہر دارد یا نه. اگر نه دارد
معاملهٔ او آسان است او را باید که از ہمه قطع کرده در خلوت یا در صحرا نشیند
و بحقیقتِ خود متوجه شود تا زمانے که حقیقت متجلی شود و وہم و دوئی برخیزد.
آن زمان ہر روش که باشد گنجایش دارد. و اگر تعلقاتِ ظاہر دارد و حقوق شرعی
متوجه است باید که بقدرِ ضرورت بآن پردازد. اما باید که احتیاط تمام کند.
که خلاف شریعت و طریقت واقع نه شود. و از ملاحظهٔ وحدت که حقیقت است
بالکلیه غفلت واقع نه شود. می باید که شبها درین کار بسیار بکوشد و در تجربه
وحدت باشد. روزانه ہم چند ساعت برائے این کار معین کند و روز بروز
می افزوده باشد. تا آنکه این معنی غلبه کند و از ہمه وارہاند. ای سید
وقتے که معنی وحدت غالب آمد و لطفِ الٰہی ظہور نمود ہمه حقوق از تو ادا

www.mujaddidway.com

خواہد شد و ترا با ہیچکس و ہیچ چیز کارے نخواہد بود خدا وکیلِ تو خواہد شد و
بجائے تو او خواہد بود و تو درمیان نہ۔ اے سیّد صحبتِ دنیا و صحبتِ اہلِ
دنیا در طریقِ سلوک مضر است۔ اما کسے کہ گرفتار است و نمی تواند ازان قطع کردن
بضرورت احتیاط تمام نماید کہ چیزے واقع نہ شود کہ با شریعت یا طریقت یا حقیقت
جنگ داشتہ باشد و اگر تقصیر رود باید کہ رجوع نمودہ تدارک نماید و ملاحظہ
وحدت ہرگز از دست نباید داد۔ اے سیّد در لباس تکلف نباید کرد و
از لباسِ فقر با خود چیزے باید داشت۔ اے سیّد ہمیشہ حاضر دل باید بود
و از گذشتہ و آیندہ یاد نباید کرد۔ و ملاحظہ وحدت ہرگز از دست نباید داد
اے سیّد بدانکہ ہیچ مرگے بدتر از غفلت از وحدت نیست و ہیچ عذابے
سخت تر از عذابِ دوری از حقیقتِ خود نہ ازین مرگ و ازین عذاب ترسان
بودہ متوجہ وحدت باید بود و بیقین باید دانست کہ ہمہ یکے است و غیر یکے
موجود نیست۔ ہر قدر کہ این اندیشہ غالب است سعادت در او است چون از
وہمِ دوئی بر آید قیامت بر و واقع شود۔ و در جنت شہود شود تا ابد الآبدین
آسود۔ اے سیّد این چنین دولتے ہرگاہ در دنیا میسر نیست چون است کہ
در آن سعی نمی کنی و غافل می باشی۔ اے سیّد قیامتے بر ہمہ کس و بر ہمہ
چیز آمدنیست و آن رجوع ہمہ است بوحدت۔ اما بعد از انکہ ظہورِ کل واقع
شود۔ اگرچہ ہمہ از اصلِ خود بر آمدہ باشد لذتے کہ می باید ہمہ را روے ندہد

مگر بر وے کہ اینجا قیامت بر آنہا گذشتہ باشد پس باید کہ سعی کنی کہ آن معنی
کہ موعود است ترا اینجا رو دے نماید تا آسودگیِ تمام حاصل شود و لذتے کہ می باید
دست۔ اے سیّد مقصود ہمین است کہ وہم دوئی برخیزد و تو نمانی او ماند
و پس ہمہ انبیا و اولیا برین اتفاق کردہ اند۔ در کتبِ الٰہیہ و حدیث و کلمات
اولیا۔ دلائلِ این بسیار است و علمہائے ہر فرقہ بوحدت قائل اند و ہمہ بیک
زبان برین رفتہ اند کہ غیر حق موجودے نیست۔ عالم صورتِ او است و ظہورِ او است
و پس بخاطر است کہ شواہد این مطالب در کتاب علیحدہ نوشتہ شود و از دلائلِ عقلِ
سلیم استنباط آن کردہ نیز یاد آوردہ شود انشاء اللہ سبحانہٗ۔ اے سیّد امروز
کہ آخر الزمان است و نزدیک رسیدہ کہ آفتابِ حقیقت از مغربِ خلقیت طلوع نماید
از افق پیش از طلوع آفتاب انوار و آثار ظاہر می شود و اسرار توحید از زبانِ
خاص و عام با اختیار و بے اختیار فہمیدہ و نافہمیدہ سر می زند طالبے باید کہ
خود را جمع ساختہ خود را از خود بیہوش شد و حقیقتِ وحدت کما ینبغی بر وے
جلوہ گر شود و بگفتگوے زبانی اکتفا واقع نہ شود۔ اے سیّد اللہ مطلق
و محمد برحق است۔ والسلام

تمت رسالہ نور وحدت